Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس ، مفتی محمد امجد ، حکیم محمد فیضان ، غفار الحق

فی شمارہ.................25 روپے

سالانہ..................300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچٹرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....عیدُ الفطر، بھائی چارگی کا سبق...............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط۱۱۸)....احرام میں رَفث، فسوق اور جدال کی ممانعت........// // ۵

درسِ حدیث ....انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ، جوس و مشروب کا حکم (قسط۷).....// // ۱۲

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال.....................................مفتی محمد رضوان ۲۹

جب دوسری زندگی شروع ہوگی (جنت کے قرآنی مناظر:۲۳)......................مفتی محمد امجد حسین ۳۰

وضو کے فضائل واحکام..مفتی محمد یونس ۳۴

ماہِ رجب: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..................مولانا طارق محمود ۳۹

علم کے مینار:..امام شافعی کا مدینہ سے یمن اور پھر بغداد میں قیام...مولانا محمد ناصر ۴۱

تذکرۂ اولیاء:..........اسلام سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقام..........// // ۴۵

پیارے بچو!...........................حضرت علی رضی اللہ عنہ.......................// // ۴۸

بزمِ خواتین ....ماں کی گود اولاد کی پہلی تربیت گاہ..............مولانا طلحہ مدثر ۵۰

آپ کے دینی مسائل کا حل...زکاۃ بغیر معاوضہ کے مالکانہ طور پر دینے کے احکام....ادارہ ۵۹

کیا آپ جانتے ہیں؟... کیا بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط۳)....مفتی محمد رضوان ۶۶

عبرت کدہ .... حضرت آدم وحوّا کا جنت میں قیام وطعام.....مولانا طارق محمود ۸۲

طب وصحت.......................انار (Pomergranate).............مفتی محمد رضوان ۸۶

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.................مولانا محمد امجد حسین ۸۹

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۰

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مفتی محمد رضوان

عیدُ الفطر، بھائی چارگی کا سبق

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر) مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینے کے لوگ (جن میں بہت سے لوگ پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکے تھے) دو دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت میں (اسلام سے پہلے) ان دو دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے (بس وہی رواج اب تک چل رہا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اِن دو دنوں کے بدلے میں اِن سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) ایک عیدالاضحیٰ کا دن، اور دوسرا عیدالفطر کا دن‘‘ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۱۳۴)

عیدالفطر کا دن مسلمانوں کے حق میں خوشی اور برکت کا دن ہے، اور اسلامی نقطۂ نظر سے چونکہ آنے والا دن گزشتہ رات کے تابع ہوتا ہے، اس لئے عیدالفطر کے بابرکت دن کی وجہ سے اس کی چاند رات کو بھی بابرکت قرار دے دیا گیا ہے۔

چنانچہ شعب الایمان بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِذَا كَـانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ (شعب الإيمان، كتاب الصيام)

ترجمہ: ’’جب عیدُ الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام (آسمانوں پر) لیلۃُ الجائزہ (یعنی انعام کی رات) رکھا جاتا ہے‘‘ (بیہقی)

عیدالفطر کی رات کے انعام کی رات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رمضان المبارک کی عبادت کا اجر وثواب اس رات میں طے کیا جاتا ہے، جس سے عیدالفطر کی رات کی فضیلت معلوم ہوئی۔

شوّال کے مہینہ کے پہلے دن کا آغاز ’’عیدالفطر‘‘ کے ساتھ ہوتا ہے، اور عیدالفطر کے جملہ میں عید کی نسبت

Idara Ghufran

فطر کی طرف ہورہی ہے۔

فطر کے معنٰی ''افطار کرنے'' کے ہیں جس سے یہاں مراد روزوں کی فرضیت کے بعد افطار یعنی روزے نہ رکھنے کی اجازت مل جانا ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں جو روزے رکھنے کی پابندی تھی وہ شوال کے آغاز پر ختم ہوگئی، اور ''عید'' عربی کا لفظ ہے، جس کے عربی میں کئی معنٰی آتے ہیں۔ایک معنٰی خوشی کے ہیں اور کیونکہ عیدین کے دِنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشی کا موقع حاصل ہوتا ہے اس لئے اس کو عید کہا جاتا ہے۔اور عید کے ایک معنٰی لوٹ کر آنے والی چیز کے ہیں، اور کیونکہ عیدین کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر سال بندوں پر مختلف قسم کے احسانات لوٹ کر آتے ہیں مثلاً روزے میں کھانے پینے کی ممانعت کے بعد افطار کی اجازت، صدقۂ فطر، بڑی عید پر حج کی عبادت اور قربانی کا گوشت وغیرہ، اس لئے ان تہواروں کا نام عید رکھا گیا۔

ہر قوم اور ملّت میں سال کے کچھ دن خوشی کا جشن منانے کے لئے مقرر ہوتے ہیں، جنہیں عام بول چال میں تہوار کہا جاتا ہے، تہوار منانے کے لئے ہر قوم کا مزاج و مذاق، انداز اور طور طریقے مختلف ہوسکتے ہیں، لیکن ان سب میں ایک بات مشترک طور پر پائی جاتی ہے اور وہ ''خوشی منانا'' ہے۔اسلام میں بھی سال میں دو دن خوشی کے لئے دوسری قوموں سے علیٰحدہ عبادت کے طور پر مقرر کئے گئے ہیں۔

عید کا دن مسلمانوں کے لئے عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں یا دوسری قوموں کے تہواروں کی طرح کا صرف ایک تہوار نہیں، بلکہ یہ دن مسلمانوں کی عبادت کا دن بھی ہے اور خوشی کا دن بھی، ان خوشیوں کا افتتاح ایک خاص شان کی عبادت، عید کی نماز سے کیا جاتا ہے، جسے تمام مسلمان مل کر اپنے رب کے سامنے ایک ساتھ ادا کرتے ہیں مسلمانوں کی یہ اجتماعی عبادت جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے طور پر ادا کی جاتی ہے وہاں یہ عبادت اسلامی بھائی چارے کا بھی سبق دیتی ہے کہ تمام مسلمان رنگ و نسل سے بالاتر ہوکر علاقائیت، قومیت اور تعصُّب کے تصورات کو چھوڑ کر ایک صف میں شانہ بشانہ اپنے ربِّ کریم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، عید کے دن مسلمانوں کا یہ عظیمُ الشّان اجتماع اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مسلمان ایک قوم ہیں ان کے اندر رنگ و نسل اور علاقائیت و قومیت کی کوئی تفریق نہیں اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو رنگ و نسل کے فرق کے بغیر عید الفطر کا مبارک موقع اتحاد و اتفاق کے ساتھ نصیب فرمائے۔آمین۔

Idara Ghufran

(سورہ بقرہ قسط ۱۱۸، آیت ۱۹۷)　　مفتی محمد رضوان

احرام میں رَفث، فسوق اور جدال کی ممانعت

فَمَنۡ فَرَضَ فِیۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَارَفَثَ وَلَافُسُوۡقَ وَلَاجِدَالَ فِی الۡحَجِّ (سورۃ البقرۃ رقم الآیۃ ۱۹۷)

ترجمہ: پس جو شخص فرض کرلے، اِن (مہینوں) میں حج کو، تو نہ تو رَفث کی گنجائش ہے، اور نہ فسوق کی، اور نہ جھگڑے کی حج میں (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

اس آیت میں حج فرض کرنے سے مراد حج کا احرام باندھنا ہے، کیونکہ حج کا احرام باندھنے کے بعد احرام کی پابندیاں شروع ہوجاتی ہیں۔

اور مذکورہ آیت میں احرام کی تین قسم کی پابندیوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ حج میں ان کی گنجائش نہیں ہے، اور وہ تین قسم کی پابندیاں بالترتیب یہ ہیں: (۱)......رَفث (۲)......فسوق (۳)......جدال

عربی زبان میں ''رفث'' عورت سے جماع ومباشرت اور ایسی چیزوں کو کہا جاتا ہے، جو جماع ومباشرت کے مقدمات میں داخل ہوں، مثلاً مرد وعورت کا آپس میں چھیڑ چھاڑ اور شہوت کی باتیں کرنا۔

اور ''فسوق'' کے معنیٰ گناہ کے آتے ہیں، جس میں وہ گناہ بھی داخل ہیں، جو احرام کے بغیر عام حالات میں بھی گناہ ہوتے ہیں، اور وہ گناہ بھی داخل ہیں، جو احرام کی وجہ سے گناہ بن جاتے ہیں، جیسا کہ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا اور مرد کو سلا ہوا لباس پہننا، وغیرہ۔

اور ''جدال'' کے معنیٰ جھگڑے کے آتے ہیں، جس میں زبان سے گالی گلوچ کرنا، اور ہاتھ وغیرہ سے مار پٹائی کرنا، سب داخل ہے۔

(تفسیر الجلالین، سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۱۹۷، احکام القرآن للطحاوی، ج ۲، ص ۳۱، ۳۲، سورۃ البقرۃ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: فِیۡ قَوۡلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ وَلَا جِدَالَ فِی الۡحَجِّ) قَالَ: اَلرَّفَثُ: اَلۡإِعۡرَابَةُ وَالتَّعَرُّضُ لِلنِّسَاءِ

Idara Ghufran

بِـالْـجِمَاعِ، وَالْفُسُوْقُ :اَلْـمَـعَاصِی كُلُّهَا، وَالْجِدَالُ :جِـدَالُ الرَّجُلِ صَاحِبَهُ

(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۹۱۴)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے قول ''فَـــلارَفَـــثَ وَلَافُسُـوْقَ وَلَاجِدَالَ فِی الْحَجِّ'' کے بارے میں فرمایا کہ ''رَفث'' عورتوں کے ساتھ جماع کی چھیڑ چھاڑ کرنا ہے، اور ''فسوق'' تمام گناہ ہیں، اور ''جدال'' آدمی کا اپنے ساتھی سے جھگڑا کرنا ہے (طبرانی)

مگر اس حدیث میں محدثین نے کچھ ضعف کا حکم لگایا ہے۔ [۱]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا مضمون موقوفاً بھی معتبر سند کے ساتھ مروی ہے۔ [۲]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ''رفث'' سے جماع کا مراد ہونا، مروی ہے۔ [۳]

اور حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَـنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:اَلرَّفَثُ :اَلْجِمَاعُ، وَالْفُسُوْقُ :مَـا أُصِيْبَ مِنْ مَعَاصِی اللّٰهِ مِـنْ صَيْـدٍ وَغَيْـرِهٖ، وَالْجِدَالُ :اَلسِّبَابُ وَالْـمُـنَازَعَةُ (مستدرک حـاكم، رقم الحديث ۳۰۹۴) [۴]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''رفث'' سے مراد جماع ہے، اور ''فسوق''

---

[۱] قـال الهيثـمـی:رواه الـطبـرانـی عـن شيـخـه يـحيى بن عثمان بن صالح، عن سوار بن محمد بن قريش، وكـلاهما فيه لين وقد وثقا، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۰۸۵۲، باب سورة البقرة)

[۲] وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِی عَمْرٍو ,ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ,ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِی طَالِبٍ ,أنبأ عَلِیُّ بْنُ عَاصِمٍ ,أنبأ عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِی قَوْلِهٖ (فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ) قَالَ :الرَّفَثُ :التَّعَرُّضُ لِلنِّسَاءِ بِالْجِمَاعِ ,وَالْفُسُوقُ :عِصْيَانُ اللهِ ,وَالْجِدَالُ جِدَالُ النَّاسِ(سنن البيهقی، رقم الحديث ۹۱۷۱)

[۳] حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ :سَمِعْتُ خُصَيْفًا، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :(فَلَا رَفَثَ) قَالَ ": الرَّفَثُ :الْـجِمَاعُ "، (وَلَا فُسُوقَ) قَالَ " :الْفُسُوقُ :الْـمَعَاصِی "(وَلَا جِـدَالَ فِی الْحَجِّ) قَالَ : الْمِرَاءُ(مسند ابی يعلیٰ، رقم الحديث ۲۷۰۹)

قـال البـوصيـری:رواه أبـو يعلى بإسناد حسن موقوفا(اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، تحت رقم الحديث ۱/۲۶۲۶،باب الرفث والفسوق والجدالی فی الحج وما جاء فی الهدی)

عَنْ خُصَيْفٍ ، عَنْ مِقْسَمٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ :(لاَ رَفَثَ) الْجِمَاعُ (وَلاَ فُسُوقَ) الْمَعَاصِی (وَلاَ جِـدَالَ فِی الْحَجِّ) قَالَ :تُـمَـارِی صَـاحِبَک حَتَّى تُـغْـضِبَهُ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۱۳۳۹۱،فِی قَوْلِهِ تَعَالَى :(فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوق)

[۴] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.
وقال الذهبی: على شرط مسلم.

Idara Ghufran

سے مراد اللہ کی نافرمانی والے کام ہیں، خواہ شکار کرنا ہو، یا دوسری چیز، اور ''جدال'' سے مراد گالم گلوچ اور لڑائی جھگڑا کرنا ہے (حاکم)

احادیث میں ''رفث'' اور ''فسوق'' وغیرہ سے بچ کر حج کرنے کی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (بخاری)[1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ کے لئے (یعنی اخلاص کے ساتھ) حج کیا، اور (اس میں) نہ تو رَفث کیا اور نہ گناہ کیا تو وہ (حج کے بعد گناہوں سے) اس طرح (پاک صاف ہوکر) لوٹے گا جس دن کہ وہ (گناہوں سے) اپنی ماں سے پیدا ہونے کے وقت (پاک صاف) تھا (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (سنن الترمذی)[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا، اور نہ تو (اس حج میں) رَفث کیا اور نہ گناہ کیا، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے (ترمذی)

ملحوظ رہے کہ ''رَفث'' فسوق اور جدال کی یہ پابندیاں احرام شروع کرنے کے بعد لازم ہوتی ہیں، اور احرام کس طرح شروع ہوتا ہے؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ حنفیہ کے نزدیک حج یا عمرہ کے احرام کی پابندیاں صرف حج یا عمرہ کی نیت کرلینے سے شروع نہیں ہوجاتیں، یعنی صرف احرام کی نیت کرلینے سے انسان احرام میں داخل نہیں ہوجاتا، بلکہ نیت کرنے کے ساتھ ساتھ مخصوص ذکر جو اللہ کی تعظیم و بڑائی پر دلالت کرے، مثلاً تلبیہ پڑھنا بھی ضروری ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۱۵۲۱، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، واللفظ لهٗ؛ سنن النسائى، رقم الحديث ۲۶۲۷؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۲۸۸۹؛ مسند احمد، رقم الحديث ۷۱۳۶.

[2] رقم الحديث ۸۱۱، ابواب الحج، باب ما جاء فى ثواب الحج والعمرة.

قال الترمذی: حديث أبى هريرة حديث حسن صحيح وأبو حازم كوفى وهو الأشجعى، :واسمه سلمان مولى عزة الأشجعية "

Idara Ghufran

جیسا کہ نماز کے لئے نیت کرنے کے ساتھ ساتھ تکبیرِ تحریمہ پڑھنا بھی ضروری ہے۔

اور حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اور حنفیہ میں سے حضرت امام ابو یوسف کی روایت کے مطابق حج یا عمرہ کی پابندیوں کی نیت کر لینے سے احرام کی پابندیاں لازم ہوجاتی ہیں، نیت کے ساتھ کوئی مخصوص ذکر کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ [1]

احرام میں جماع وقضاءِ شہوت سے متعلق احکام

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں جماع اور اس کے متعلقات گناہ ہیں۔

پھر احرام میں جماع کرنے کی شدت اور حُرمت زیادہ ہے۔

احرام کی حالت میں اکثر فقہائے کرام کے نزدیک جماع خواہ جان بوجھ کر ہو، یا بھول کر، اور مسئلہ معلوم ہو، یا مسئلہ سے ناواقف ہو، بہر حال گناہ ہے، جس سے بعض صورتوں میں احرام فاسد ہوجاتا ہے، اور بعض صورتوں میں اس کا کفارہ لازم ہوتا ہے۔ [2]

اور جو شخص حج کے احرام کی حالت میں ہو، اور وہ جماع کرلے، تو اگر وہ وقوفِ عرفہ کرنے سے پہلے جماع کرے، تو اس کا حج فاسد ہوجاتا ہے، اور اس پر یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ وہ اس فاسد شدہ حج کو جاری رکھ کر پورا کرے، اور اس پر آئندہ اس فاسد شدہ حج کی قضا بھی واجب ہوتی ہے۔

اور قضا حج کے ساتھ اس پر دَم بھی واجب ہوتا ہے، جس میں حنفیہ کے نزدیک قربانی کے چھوٹے جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) کا ذبح کرنا واجب ہوتا ہے، اور دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک بُدنہ یعنی قربانی کے بڑے جانور (اونٹ، گائے، بھینس) کا ذبح کرنا واجب ہوتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص جماع، وقوفِ عرفہ کے بعد مگر احرام کی ابتدائی پابندیاں ختم ہونے سے پہلے کرے، تو حنفیہ کے نزدیک اس کا حج فاسد نہیں ہوتا۔

مگر مذکورہ صورت میں حنفیہ کے نزدیک اس پر بُدنہ یعنی قربانی کے بڑے جانور (اونٹ، گائے، بھینس) کا ذبح کرنا واجب ہوتا ہے۔

---

[1] البتہ حنفیہ کے نزدیک ہدی یعنی حج کی قربانی کے جانور کو ساتھ لے کر چلنا بھی مخصوص ذکر یا تلبیہ کے قائم مقام ہوجاتا ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اور اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ نیت یا اس کے قائم مقام عمل کے بغیر صرف تلبیہ پڑھنے سے احرام شروع نہیں ہوتا۔

[2] اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھول کر اور جنون یا بیہوشی یا نیند یا زبردستی کی حالت میں جماع کرنے سے احرام فاسد نہیں ہوتا۔

Idara Ghufran

جبکہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک اس صورت میں بھی اس کا حج فاسد ہوجاتا ہے، اور اس پر فاسد شدہ حج والی چیزیں لازم ہوتی ہیں، جن کا پہلے ذکر گزرا۔

اور اگر کوئی شخص جماع، وقوفِ عرفہ کرنے اور احرام کی ابتدائی پابندیوں کے ختم ہونے کے بعد کرے، تو بالاتفاق حج فاسد نہیں ہوتا۔

البتہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک اس پر قربانی کے چھوٹے جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) کا ذبح کرنا واجب ہوتا ہے۔

اور اگر کوئی احرام کی حالت میں باقاعدہ جماع تو نہ کرے، البتہ شہوت سے عورت کے جسم کو چھوئے، یا بوس وکنار کرے یا شہوت کے ساتھ جسم کے ساتھ جسم ملائے، تو اس سے حج تو فاسد نہیں ہوتا۔

البتہ دَم واجب ہوتا ہے، خواہ انزال یعنی منی خارج ہو یا نہ ہو۔ [۱]

اور اگر کوئی شہوت کے ساتھ بوس وکنار یا دوسرے کے جسم کو چھونے وغیرہ کا ارتکاب تو نہ کرے۔

البتہ کسی کو شہوت کے ساتھ دیکھے یا شہوت کی بات سوچے، تو اس میں کوئی فدیہ اور دَم وغیرہ واجب نہیں، اگرچہ اس کے نتیجہ میں اس کو انزال یعنی منی خارج ہی کیوں نہ ہوجائے۔ [۲]

احرام میں گناہ اور جھگڑے سے متعلق احکام

مذکورہ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں ہر قسم کا گناہ کرنا اور بطورِ خاص جھگڑا کرنا حرام ہے۔

البتہ جھگڑا کرنے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی دوسرے کو نیک بات بتلانا، نیکی کا حکم کرنا اور بری بات سے آگاہ کرنا اور اس سے روکنا داخل نہیں۔

(ماخوذ از ''مناسکِ حج کے فضائل واحکام'' مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

---

[۱] اور مذکورہ صورت میں حج فاسد نہ ہونے میں حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ متفق ہیں، مگر حنابلہ کے نزدیک اس صورت میں بدنہ واجب ہوتا ہے، اور مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مقدماتِ جماع (لمس بشہوۃ، تقبیل، مباشرت بغیرِ جماع وغیرہ) کے نتیجہ میں انزال ہوجائے، تو اس کا حکم حج فاسد ہونے کے معاملہ میں جماع کا ہے، اور اس پر وہی کچھ واجب ہے، جو جماع کرنے والے پر واجب ہوتا ہے، اور اگر انزال نہ ہو، تو مالکیہ کے نزدیک اس پر بدنہ واجب ہوتا ہے۔

[۲] اور مندرجہ بالا حکم حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک ہے، اور شہوت کے ساتھ سوچنے کے بارے میں حنابلہ کا مذہب بھی یہی ہے۔
اور مالکیہ کے نزدیک اگر کوئی شہوت کے ساتھ دیکھنے اور سوچنے کا عمل لذت کے قصد سے کرے، اور منی کے اخراج تک اس کا یہ قصد جاری رہے، تو یہ عمل حج فاسد ہونے کے سلسلہ میں جماع کی طرح ہے، اور اگر منی کے اخراج تک اس کا یہ قصد جاری نہ رہے، تو پھر حج تو فاسد نہیں ہوتا، البتہ اس میں بدنہ واجب ہوتا ہے۔
اور حنابلہ کے نزدیک اگر اس نے ایک مرتبہ نظر ڈال کر ہٹالی، پھر اس کی منی خارج ہوگئی، تو اس پر دَم واجب ہوتا ہے، اور اگر بار بار نظر ڈالی، اور پھر منی خارج ہوئی، تو اس پر بدنہ واجب ہوتا ہے۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

"فَــلَا رَفَـثَ" میں احرام کی اُن پابندیوں کا ذکر ہے، جو اگر چہ فی نفسہ جائز ہیں، مگر احرام کی وجہ سے ممنوع کردی گئی ہیں، جیسے نماز، روزہ کی حالت میں کھانا، پینا، کلام کرنا وغیرہ جیسی جائز چیزوں کو بھی منع کردیا گیا۔

اور "وَلَا فُسُـوْقَ وَلَا جِـدَالَ" میں اُن میں پابندیوں کا ذکر ہے، جو ہر جگہ اور ہر حال میں مذموم اور بُری ہیں، لیکن احرام کی حالت میں ان کا گناہ اور زیادہ سخت اور شدید ہوجاتا ہے، کیونکہ بابرکت وقت اور بابرکت جگہ میں کوئی بُرائی کرنا، عام وقت اور عام جگہ میں بُرائی کرنے سے سے زیادہ بُرا ہوتا ہے۔

اور اگر چہ احرام کی حالت میں "رفث" یعنی عورت سے جماع ومباشرت کرنا "فسوق" میں داخل تھا، لیکن پھر بھی "رفث" کو "فسوق" سے الگ کرکے بیان کیا گیا، مفسرین نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ احرام کی حالت میں "رفث" یعنی عورت کے ساتھ جماع ومباشرت کرنے سے بچنا بہت زیادہ اہم ہے، کیونکہ احرام کی دوسری خلاف ورزیوں کا تو کوئی بدل اور کفارہ بھی ہوجاتا ہے، لیکن جماع ومباشرت کی بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ اگر ان میں کوئی مبتلا ہوجائے، تو بعض صورتوں میں حج ہی فاسد ہوجاتا ہے، اور مذکورہ آیت میں خاص طور پر تینوں پابندیوں کے انتخاب کی ایک حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حج کی جگہ اور حج کے زمانہ کے حالات ایسے ہیں کہ ان میں انسان کو ان تینوں پابندیوں میں مبتلا ہونے کی بار بار نوبت آتی ہے، چنانچہ احرام کی حالت میں اکثر اپنے گھر والوں اور گھر کے عیش وآرام سے غیر معمولی وقت تک علیٰحدہ رہنا پڑتا ہے، اور پھر طواف، سعی کے دوران اور عرفات، منیٰ، مزدلفہ کے اجتماعات میں کتنی بھی احتیاط کی جائے، عورتوں، مَردوں کا اختلاط اور ایک دوسرے کے ساتھ قرب ہو ہی جاتا ہے، ایسی حالت میں اپنے نفس پر قابو پانا آسان نہیں، اس لئے سب سے پہلے "فَــلَا رَفَـثَ" فرما کر جائز جماع ومباشرت اور اس کے مقدمات یعنی مرد وعورت کا آپس میں چھیڑ چھاڑ اور شہوت کی باتیں کرنے سے بھی منع فرمادیا گیا، تو شہوت کے ناجائز تقاضے اور غیر بیوی سے چھیڑ چھاڑ کے معاملات خود بخود منع ہوگئے۔

اسی طرح اس عظیم الشان اجتماع میں چوری وغیرہ دوسرے گناہوں کے مواقع بھی بے شمار پیش آتے ہیں، اس لئے "وَلَا فُسُوْقَ" فرما کر ایسی تمام بُرائیوں کی اہتمام کے ساتھ ممانعت فرمادی گئی۔

اور اسی طرح حج کے سفر میں شروع سے آخر تک بے شمار مواقع ایسے پیش آتے ہیں کہ سفر کے ساتھیوں اور دوسرے لوگوں سے جگہ کی تنگی، اور دوسری وجوہات کی وجہ سے لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے، اس لئے اور "وَلَا جِدَالَ" فرما کر احرام کی حالت میں لڑائی جھگڑے سے بھی خاص طور پر منع کردیا گیا۔ واللہ اعلم۔

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: ارکانِ اسلام — اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ

کے

فضائل واحکام

قرآن وسنت اوراسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت
زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام، سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اورسائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم وجدید مفصل ومدلّل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

شراب ونشہ

ALCOHOLIC BEVERAGES AND INTOXICATION

کے

نتائج واحکام

اسلام میں خمر وشراب نوشی اور نشہ کی ممانعت اوراس کی حکمت، شراب اورنشہ کے دنیاوی واخروی نتائج واثرات، خمر وشراب (ALCOHOLIC BEVERAGES) اور نشہ (INTOXICATION) کی مختلف قدیم وجدید صورتوں اور طریقوں کے احکام، خمر وشراب اور منشیات کی صنعت، تجارت، اعانت وملازمت اور علاج ومعالجہ اور دواء کے طور پر استعمال کا حکم، خمر وشراب نوشی کی اسلامی قانونی سزا سے متعلق احکام، خمر وشراب کوحلال قرار دیا جانا اوراس کے دوسرے نام رکھے جانا، خمر وشراب، نشہ اور شرابی سے متعلق اہم شرعی احکام، تمباکو نوشی کے احکام، غیر نشہ آور، پاک مشروبات ونبیذ اور جوس وسرکہ وغیرہ کے بارے میں شرعی وفقہی احکام ومعلومات پر مشتمل مفصل ومدلل کتاب

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شوال

اور

عیدُ الفطر

کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن وحدیث، فقہ اور اہلِ سنت والجماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے دسویں مہینے ''شوال المکرّم'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کومدلل ومفصل انداز میں تحریر کیا گیا ہے، اور صدقۂ فطر، چاندرات، عید کی نماز وخطبہ، عید کی رسموں اور شش عید کے روزوں وغیرہ کے متعلق فضائل ومسائل، بدعات ومنکرات پر کلام کیا گیا ہے، اوراسی کے ساتھ آخر میں ماہِ شوال سے متعلق تاریخی واقعات کوبھی باحوالہ جمع کر دیا گیا ہے، اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ یہ مجموعہ عوام اور اہلِ علم کے لئے یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہو گیا ہے۔

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اوراہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اوران کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اوران کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اوراس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضوء، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط ۷)

آگ پر پکائے ہوئے انگور وغیرہ کے رَس، نبیذ ومشروب کا حکم

آج کل انگور، کھجور، وغیرہ اور بہت سے دوسرے پھلوں اور غلوں کے جوس آگ پر پکا کر تیار کئے جاتے ہیں، اور وہ نشہ آور نہیں ہوتے، اور آگ پر پکانے کا مقصد ان کو سڑنے، اور خراب ہونے سے بچانا، یا گاڑھا وغیرہ کرنا ہوتا ہے، بعض اہلِ علم حضرات کچھ فقہی عبارات کی وجہ سے اس طرح کے مشروبات کے حلال ہو پر شبہ کیا کرتے ہیں۔

حالانکہ اگر انگور، کھجور، سیب، آلو بخارا، مالٹا وغیرہ کے رَس وشیرہ کو یا اس میں پانی ڈال کر اور اسی طرح کشمش، منقیٰ، چھوارے، وغیرہ کے نبیذ کو آگ پر پکایا جائے، تو آگ پر پکا ہوا مشروب بھی اس شرط کے ساتھ پینا جائز ہے کہ وہ نشہ آور نہ ہو، اور اگر وہ نشہ آور ہو، تو پھر جائز نہیں۔

اور انگور وغیرہ کے آگ پر پکے ہوئے رَس وشیرہ کے مشروب (Concentrated juice of grapes) کو عربی زبان میں ''طلاء'' اور ''رُبّ'' کہا جاتا ہے، جو بعض اوقات زیادہ پکانے کی وجہ سے گاڑھا ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات گاڑھا نہیں ہوتا، اور بعض اوقات رکھے رہنے سے نشہ آور ہو جاتا ہے، جبکہ بعض اوقات نشہ آور نہیں ہوتا۔ [1]

---

[1] (س) وفی حدیث علی رضی اللہ عنہ أنہ کان یرزقہم الطلاء الطلاء بالکسر والمد: الشراب المطبوخ من عصیر العنب، وھو الرب .وأصلہ القطران الخاثر الذی تطلی بہ الإبل.

(س) ومنہ الحدیث إن أول ما یکفأ الإسلام کما یکفأ الإناء فی شراب یقال لہ الطلاء ھذا نحو الحدیث الآخر سیشرب ناس من أمتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا یرید أنھم یشربون النبیذ المسکر المطبوخ ویسمونہ طلاء ، تحرجا من أن یسموہ خمرا.

فأما الذی فی حدیث علی فلیس من الخمر فی شیء ، وإنما ھو الرب الحلال .وقد تکرر ذکر الطلاء فی الحدیث (النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج۳، ص۱۳۷ ، مادۃ طلا)

فان طبخ بعد ذلک حتی یؤتدم بہ ویشرب ولالا یغلی فقد ارتب وھو الرب وأعقد وھو العقید وکل شیءٍ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فقہائے کرام کی عبارات میں طلاء (یعنی آگ پر پکے ہوئے انگور وغیرہ کے رَس) کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، جن میں بظاہر تعارُض وٹکراؤ نظر آتا ہے، بعض اقوال سے حلال ہونا اور بعض سے حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاء کا لفظ عام ہے، جو نشہ آور مشروب پر بھی بولا جاتا ہے، اور غیر نشہ آور مشروب پر بھی، اور اسی اعتبار سے دونوں طرح کے مشروبات کے حکم میں فرق ہوجاتا ہے، لہٰذا حقیقت میں کوئی تعارُض وٹکراؤ نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يطبخ حتى يثخن فقد أعقد أبو عبيد عقدته حتى عقد يعقد وهذا فى الفطران والرب والعسل ونحو ذلك أبو حنيفة ويسمى ذلك العقيد دبس العنب وهو الطلاء تشبيها بطلاء الابل صاحب العين الطبيخ(المخصص لابنِ سيدة، ج ۲ ص ۳۶۴، باب الخمر)

الطّلاء :بالكسر والمدّ لغة ما يطلى على العضو من الدواء ، والفرق بينه وبين الضماد أنّ الطّلاء يخصّ بالأشياء السّيّالة التى يحتاج فيها إلى الشّدّ، ويطلق أيضا على ما طبخ من عصير العنب حتى ذهب ثلثاه أو أكثر، ويسمّيه العجم بالفختج وبعض العرب يسمّيه الخمر .وفى الملتقى هو العصير إذا طبخ حتى كان الذاهب منه أكثر من النصف وأقل من الثلثين، كذا فى بحر الجواهر .وعند الفقهاء هو ماء عنب طبخ فذهب أقل من ثلثيه، فإن كان الذاهب النصف اختصّ باسم المنصّف، وإن كان أقل من النصف سمّى بالباذق وإن كان أكثر من النصف وأقل من الثلثين لم يسمّ باسم خاص .ويدخل فى الطّلاء الطبيخ وهو عصير العنب يصبّ الماء فيه ثم يطبخ قبل الغليان حتى يذهب ثلثاه ويبقى ثلثه، فيكون الذاهب من العصير أقل من الثلثين، وكذا يدخل فيه الجمهورى وهو الذى من ماء العنب يصبّ عليه الماء ويطبخ أدنى طبخة.

واعلم أنّ الطلاء اسم لكلّ ما غلظ من الأشربة شبّه بالطّلاء الذى يطلى به من قطران ونحوه ذكره فى المغرب .ولا شك أنّ الأشربة المذكورة يحصل لها غلظ بالطبخ وإن كان بعضها أغلظ من بعض، وهو بهذا المعنى شامل للمثلّث أيضا .بل صرّح فى الصحاح أنّ الطّلاء اسم للمثلّث لكن الفقهاء أرادوا به ما سوى المثلّث من الأشربة المسكرة المأخوذة، كذا فى البرجندى .وفى جامع الرموز الطّلاء ماء عنب خالص طبخ قبل الغليان بالشمس أو بالنار فذهب أقلّ من ثلثيه .فبقيد الخالص خرج الفختج والجمهورى .وقيل إذا ذهب بالطبخ ثلثه فطلاء أو نصفه فمنصّف انتهى(كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم،لمحمد بن على ابن القاضى الفاروقى الحنفى التهانوى، ج ۲، ص ۱۱۳۶، مادة طلاء)

[1] فقہائے کرام کا اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ انگور وغیرہ کے پختہ یا نیم پختہ رَس کا مشروب کب نشہ آور ہوتا ہے، اور کب نشہ آور نہیں ہوتا؟

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس بات کا تعلق اس کے فنی تجزیہ وتحقیق کے ساتھ بھی ہے، اور فنی تحقیق سے یہ بات طے شدہ ہے کہ آگ پر پکائے جانے سے انگور وغیرہ کے اس رَس والے مشروب میں مخصوص رِقت کے زائل وختم یا کم ہونے کی وجہ سے نشہ یا ایتھائل الکوحل (Ethyl Alcohol) والے بیکٹیریا وجرثوموں کے پیدا ہونے کی صلاحیت کم یا ختم ہوجاتی ہے، لیکن کلی خاتمہ کتنی ڈگری اور کتنی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra Ghufran

حضرت ابوبُردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ. فَقَالَ لَهُمَا : بَشِّرَا وَيَسِّرَا وَعَلِّمَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا. فَلَمَّا وَلّٰى مُعَاذٌ. رَجَعَ أَبُوْ مُوْسٰى. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. إِنَّ لَهُمْ شَرَابًا مِنَ الْعِنَبِ يُطْبَخُ حَتّٰى يَعْقِدَ. وَالْمِزْرُ يُصْنَعُ مِنَ الشَّعِيْرِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ مَا أَسْكَرَ عَنِ الصَّلَاةِ فَهُوَ حَرَامٌ (صحيح ابن حبان) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ مقدار پکانے پر ہوتا ہے، اس کا دارومدار مشروبات کے گاڑھا اور پتلا وغیرہ ہونے کی نوعیت اور آگ کی حرارت کی شدت وخفت پر ہے۔تاہم بعض علامات ایسی ہیں کہ ان میں اس طرح کے بیکٹیریا، جرثوموں کے پیدا ہونے کی صلاحیت کافی حدتک ختم ہوجاتی ہے، مثلاً جب کسی مشروب کو اتنا پکایا جائے، کہ اس کا دوتہائی حصہ خشک ہوجائے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایات میں اس طرح کا ذکر ملتا ہے، اور وہ روایات آگے آتی ہیں۔

(قوله كذا الطلاء) كذا سماه بالطلاء في الجامع الصغير ويسمى المنصف على ما فسره أبو الليث في شرح الجامع الصغير ويسمى الباذق أيضا أو المنصف لذاهب النصف الباذق لذاهب ما دونه كما في البرهان وإنما سمي بالطلاء لقول عمر -رضي الله عنه -ما أشبه هذا بطلاء البعير وهو القطران الذي يطلى به البعير إذا كان به جرب ذكره العيني.(قوله :وفي المحيط الطلاء اسم للمثلث وهو ما طبخ من ماء العنب حتى ذهب ثلثاه وبقي ثلثه وصار مسكرا قال الزيلعي وهو الصواب) لا وجه لتصويبه لا حكما ولا تسمية أما حكما فلأن المحكوم بحرمته في الهداية والكافي والكنز هو العصير الذي ذهب أقل من ثلثيه وهو غير ما في المحيط فإنه الذي ذهب ثلثاه ولا خلاف في الطرفين وأما تسمية فلأن الطلاء يطلق بالاشتراك على أشياء كثيرة منها العصير الذي ذهب أقل من ثلثيه والذي ذهب نصفه والذي ذهب ثلثاه والذي ذهب ثلثه ويسمى بالطلاء كل ما طبخ من عصير العنب مطلقا فلا اعتراض على الكنز ولا على الهداية والكافي لا حكما ولا تسمية(حاشية الشرنبلالي على دررالحكام شرح غرر الاحكام، ج۲،ص۸۷، كتاب الاشربة)

قوله وشرب البراء وأبو جحيفة على النصف أما أثر البراء فأخرجه ابن أبي شيبة من رواية عدي بن ثابت عنه أنه كان يشرب الطلاء على النصف أي إذا طبخ فصار على النصف وأما أثر أبي جحيفة فأخرجه ابن أبي شيبة أيضا من طريق حصين بن عبد الرحمن قال رأيت أبا جحيفة فذكر مثله ووافق البراء وأبو جحيفة جرير وأنس ومن التابعين بن الحنفية وشريح وأطبق الجميع على أنه إن كان يسكر حرم وقال أبو عبيدة في الأشربة بلغني أن النصف يسكر فإن كان كذلك فهو حرام والذي يظهر أن ذلك يختلف باختلاف أعناب البلاد فقد قال ابن حزم إنه شاهد من العصير ما إذا طبخ إلى الثلث ينعقد ولا يصير مسكرا أصلا ومنه ما إذا طبخ إلى النصف كذلك ومنه ما إذا طبخ إلى الربع كذلك بل قال إنه شاهد منه ما يصير ربا خاثرا لا يسكر ومنه ما لو طبخ لا يبقى غير ربعه لا يختر ولا ينفك السكر عنه قال فوجب أن يحمل ما ورد عن الصحابة من أمر الطلاء على ما لا يسكر بعد الطبخ وقد ثبت عن ابن عباس بسند صحيح أن النار لا تحل شيئا ولا تحرمه أخرجه النسائي من طريق عطاء عنه وقال إنه يريد بذلك ما نقل عنه في الطلاء (فتح الباري لابنِ حجر، ج۱۰ ص۶۴، قوله باب الباذق)

[1] رقم الحديث ۵۳۷۳، كتاب الاشربة، فصل في الاشربة.

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرطهما(حاشية ابنِ حبان)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف (اپنا نمائندہ بنا کر) بھیجا، اور ان دونوں سے فرمایا کہ خوشخبری دینا، اور آسانی پیدا کرنا، اور تعلیم دینا، اور متنفر نہ کرنا، اور (آپس میں باہم متحد و) متفق رہنا، پھر جب معاذ رضی اللہ عنہ پیٹھ پھیر کر جانے لگے، تو حضرت ابوموسیٰ واپس آئے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ لوگ انگور کا ایک مشروب پکاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ پک کر گاڑھا ہوجاتا ہے، اور ایک مشروب مزر نام کا جَو سے بنایا جاتا ہے، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جو نماز سے نشہ پیدا کردے، وہ حرام ہے (ابن حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انگور وغیرہ کا نبیذ یا شیرہ جو آگ پر پکایا جائے، اور وہ نشہ آور ہوجائے، وہ حرام ہے۔

اور یہ حدیث ان کثیر احادیث کے مطابق ہے، جن میں نشہ پیدا کرنے والے مشروب سے منع کیا گیا ہے۔

لہٰذا جو مشروب نشہ آور نہ ہو، وہ اس سے خارج ہے۔ [1]

حضرت یحییٰ بن عبید سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : أَتَاهُ قَوْمٌ. فَسَأَلُوْهُ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ، وَشِرَائِهِ وَالتِّجَارَةِ فِيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : أَمُسْلِمُوْنَ أَنْتُمْ؟ قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ بَيْعُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ وَلَا التِّجَارَةُ فِيْهِ لِمُسْلِمٍ وَإِنَّمَا مَثَلُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ مَثَلُ بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَلَمْ يَأْكُلُوْهَا فَبَاعُوْهَا وَأَكَلُوْا أَثْمَانَهَا ثُمَّ سَأَلُوْهُ عَنِ الطِّلَاءِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : وَمَا طِلَاؤُكُمْ هٰذَا الَّذِىْ تَسْأَلُوْنَ عَنْهُ؟ قَالُوْا : هٰذَا الْعِنَبُ يُطْبَخُ ثُمَّ يُجْعَلُ فِي الدِّنَانِ قَالَ : وَمَا الدِّنَانُ؟ قَالُوْا : دِنَانٌ مُقَيَّرَةٌ قَالَ: أَيُسْكِرُ؟ قَالُوْا : إِذَا أُكْثِرَ مِنْهُ أَسْكَرَ قَالَ: فَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (صحيح ابن حبان) [2]

---

[1] (ع ق د) قوله العسل يطبخ حتى يعقد بفتح الياء وكسر القاف يقال أعقدت العسل إذا شددت طبخه فعقد وهو معقد وعقدت الحبل وغيره فهو معقود كذا ضبطناه عن متقنى شيوخنا وهو وجه العربية وضبطه بعضهم حتى يعقد على ما لم يسم فاعله وهو صحيح أيضا (مشارق الانوار، ج۲ ص۹۹، مادة ع ق د)

فقال إنما حرم المسكر الذى يسكر عن الصلاة فأخبر صلى الله عليه وسلم فى هذا الحديث أن المحرم منه ما يوجب السكر دون غيره (احكام القرآن للجصاص، ج۴، ص۱۲۵، سورة المائدة، باب تحريم الخمر)

[2] رقم الحديث ۵۳۸۴، كتاب الاشربة، فصل فى الاشربة.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية ابن حبان)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ آئے، جنہوں نے خمر (وشراب) کی خرید وفروخت کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم مسلمان ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمان کو خمر (وشراب) کی خرید وفروخت اور تجارت کرنے کی گنجائش نہیں، اور مسلمانوں میں سے جو شخص یہ حرکت کرے گا، اس کی مثال بنی اسرائیل کے ان لوگوں کی طرح ہو جائے گی، جن پر چربیوں کو حرام کیا گیا تھا، تو انہوں نے ان چربیوں کو تو نہیں کھایا، لیکن انہیں بیچ کر ان کی قیمتوں کو کھانے لگے، پھر ان لوگوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے طلاء کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنے کون سے طلاء کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اس انگور (یا اس کے شیرہ) کو پکا لیا جاتا ہے، پھر مٹکوں میں ڈال لیا جاتا ہے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون سے مٹکوں میں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ تارکول لگے ہوئے مٹکوں میں، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا وہ نشہ پیدا کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جب وہ زیادہ مقدار میں ہو، تو نشہ پیدا کرتا ہے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے (ابن حبان)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ:

ثُمَّ سَأَلُوا عَنِ الطِّلَاءِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَا طِلَاؤُكُمْ هٰذَا؟ إِذَا سَأَلْتُمُونِیْ فَبَیِّنُوا لِیَ الَّذِیْ تَسْأَلُوْنِیْ عَنْهُ، قَالُوْا: هُوَ الْعِنَبُ یُعْصَرُ ثُمَّ یُطْبَخُ ثُمَّ یُجْعَلُ فِی الدِّنَانِ، قَالَ: وَمَا الدِّنَانُ؟ قَالُوْا: دِنَانٌ مُقَیَّرَةٌ، قَالَ: مُزَفَّتَةٌ؟ فَقَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: أَیُسْكِرُ؟ قَالُوْا: إِذَا أُكْثِرَ مِنْهُ أَسْكَرَ، قَالَ: فَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (السنن الکبریٰ للبیہقی) [1]

ترجمہ: پھر ان لوگوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے طلاء کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا یہ طلاء کون سا ہے، جس کے بارے میں تم مجھ سے سوال کر رہے ہو؟ تم اس کی وضاحت کرو، انہوں نے جواب میں کہا کہ اس انگور کا شیرہ

---

[1] رقم الحدیث ۱۷۳۸۰، کتاب الاشربة والحد فیها، باب الدلیل علی أن الطبخ لا یخرج هذه الأشربة من دخولها فی الاسم، والتحریم إذا کانت مسکرة، مستخرج ابی عوانة، رقم الحدیث ۸۱۲۲.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نکال لیا جاتا ہے، پھر اسے پکا لیا جاتا ہے، پھر مٹکوں میں ڈال لیا جاتا ہے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون سے مٹکوں میں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ تارکول لگے ہوئے مٹکوں میں، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا وہ تارکول لگے ہوئے مٹکے ہوتے ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جی ہاں، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا وہ نشہ پیدا کرتا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جب وہ زیادہ مقدار میں ہو، تو نشہ پیدا کرتا ہے (تھوڑی مقدار سے نشہ نہیں ہوتا) تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے (بیہقی، ابوعوانہ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے انگور کے شیرہ کو صرف آگ پر پکے ہوئے ہونے کی وجہ سے حرام قرار نہیں دیا، اور نہ ہی اس کو خمر و شراب قرار دیا، بلکہ اس کے نشہ پیدا کرنے اور اس کے شراب بنائے جانے والے مخصوص برتنوں میں رکھنے کی بناء پر نشہ آور ہونے کی تفصیل معلوم کی، اور اس بنیاد پر ہی اس کو حرام قرار دیا، اور زیادہ استعمال کے نشہ آور ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اتنی غیر معمولی مقدار استعمال کی جائے کہ جتنی مقدار کسی حلال چیز کے استعمال کرنے سے بھی کچھ اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ صرف آگ پر کسی مشروب کو پکا کر رکھ لینے کی وجہ سے وہ حرام نہیں ہو جاتا، تا آنکہ وہ نشہ پیدا کرنے والا نہ ہو۔

حضرت عطاء بصری سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الطِّلَاءِ - يَعْنِي الرُّبَّ -، فَقَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَشْرَبُهُ، وَيَرْزُقُهُ غِلْمَانَنَا، قُلْتُ: فَإِنَّهُمْ يَطْبُخُونَ وَهِيَ الْخَمْرُ قَالَ: إِنْ عَلِمْتَ أَنَّهَا خَمْرٌ فَلَا تَشْرَبُهَا قُلْتُ: فَالْجُبْنُ قَالَ: يُؤْتَى بِهِ مِنَ الْعِرَاقِ فَنَأْكُلُهُ، وَنُطْعِمُهُ غِلْمَانَنَا، قُلْتُ: فَإِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ فِيهِ الْمَيْتَةَ. قَالَ: فَإِنْ عَلِمْتَ أَنَّ فِيهِ مَيْتَةً فَلَا تَأْكُلْهُ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۸۷۹۲، كتاب المناسك، باب الجبن)

ترجمہ: میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، تو آپ سے ایک آدمی نے طلاء یعنی شیرہ کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیرُ المؤمنین (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اس کو پیتے تھے، اور ہمارے لڑکوں کو بھی پلاتے تھے، میں نے عرض کیا

Idara Ghufran

کہ لوگ اس کو آگ پر پکاتے ہیں، اور وہ خمر (یعنی شراب) بن جاتی ہے؟ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ کو یہ علم ہو جائے کہ وہ خمر (یعنی شراب) بن گئی ہے، تو اسے نہ پیو، میں نے کہا کہ پنیر کے بارے میں کیا حکم ہے، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس عراق سے پنیر لایا جاتا ہے، جس کو ہم خود بھی کھاتے ہیں، اور اپنے لڑکوں کو بھی کھلاتے ہیں، میں نے کہا کہ وہ لوگ اس میں مُردار کو ڈالتے ہیں، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ کو علم (ویقین) ہو کہ اس میں مُردار ہے، تو آپ اُسے نہ کھایئے (عبدالرزاق)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ آگ پر پکائے ہوئے شیرہ اور طلاء کو اور اسی طرح غیر مسلموں کے بنائے ہوئے پنیر کو استعمال کرنا جائز ہے، لیکن اگر آپ کے علم ویقین کے مطابق یہ مشروب خمر (یعنی شراب) بن جائے، یا آپ کے علم ویقین کے مطابق (نہ کہ شک وشبہ کے طور پر) پنیر میں مردار شامل ہو، تو اس صورت میں آپ اس کے مکلّف بن جاتے ہیں کہ اس کو استعمال نہ کریں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر انگور وغیرہ کا شیرہ آگ پر پکا لیا جائے، مگر وہ نشہ پیدا نہ کرے، تو وہ حرام نہیں، خواہ کتنی مقدار میں ہی پکایا گیا ہو۔ [1]

اس طرح کا مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔

چنانچہ قرصافہ بنتِ عمر سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَطَرَحَتْ لِيُ، وَسَادَةً فَسَأَلَتْهَا امْرَأَةٌ عَنِ النَّبِيْذِ فَقَالَتْ: نَجْعَلُ التَّمْرَةَ فِي الْكُوْزِ فَنَطْبُخُهُ فَنَصْنَعُهُ نَبِيْذًا فَنَشْرَبُهُ فَقَالَتْ: اِشْرَبِيُ وَلَا تَشْرَبِيُ مُسْكِرًا (مصنف عبد الرزاق) [2]

ترجمہ: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، جنہوں نے میرے لئے تکیہ رکھا، پھر ان سے ایک عورت نے نبیذ کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

---

[1] والعلم لغة: اليقين، ويأتي بمعنى المعرفة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۹، ص ۷۷، مادة "طلب العلم")
اليقين فى اللغة: العلم وإزاحة الشك، وتحقيق الأمر، وهو نقيض الشك (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۵، ص ۲۸۷، مادة "يقين")

[2] رقم الحديث ۱۶۹۵۲، كتاب الاشربة، باب الظروف والأشربة والأطعمة.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہم کھجور کو کٹورے میں ڈال کر پکاتے ہیں، پھر ہم اس کا نبیذ بنا کر پیتے ہیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ اس نبیذ کو پی سکتی ہیں، لیکن نشہ آور ہونے کی حالت میں نہیں پی سکتیں (عبدالرزاق)

اس حدیث میں مذکور قُرصافہ بنتِ عمر کو بعض حضرات نے مجہول ہونے کی وجہ سے منکر قرار دیا ہے، لیکن اس کی تائید گزشتہ اور بعض دیگر احادیث وروایات سے ہوتی ہے۔ [1]

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ جس مشروب کو آگ پر پکایا جائے، پھر اس کو رکھ دیا جائے، اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے، اس کا استعمال جائز نہیں، اور اگر نشہ نہ ہو، تو جائز ہے۔

حضرت یحییٰ بن عبید سے روایت ہے کہ:

ذُكِـرَ عِـنْـدَ ابْـنِ عَبَّـاسٍ الطِّلَاءُ، وَذَكَرُوْا طَبْخَهُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : إِنَّ النَّارَ لاَ تَحِلُّ شَيْئًا، وَلاَ تُحَرِّمُهُ لأَنَّ أَوَّلَهُ كَانَ حَلاَلاً (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے طلاء کا ذکر کیا گیا، اور لوگوں نے اس کو پکانے کا بھی ذکر کیا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک آگ کسی چیز کو حلال نہیں کرتی اور نہ کسی چیز کو حرام کرتی ہے، بے شک وہ شروع میں حلال تھا (ابن ابی شیبہ)

مطلب یہ ہے کہ نبیذ یا شیرہ کے صرف آگ پر پکنے سے وہ حرام نہیں ہو جاتا، بلکہ اپنی سابقہ حالت پر حلال ہی رہتا ہے، تا آنکہ اس کی سابقہ حالت بدل کر اس میں نشہ آور کیفیت پیدا نہ ہو جائے۔

اور یہ مسئلہ شریعت کے ایک اہم اصول کے مطابق ہے کہ اشیاء کے اندر اصل پاک وحلال ہونا ہے، لہٰذا جب تک یقین کے ساتھ کسی چیز کا حرام ہونا ثابت نہ ہو، اس وقت تک وہ حلال سمجھی جائے گی، اگر کسی بھی چیز کو آگ پر پکانے کی وجہ سے وہ حرام ہو جایا کرتی، تو آگ پر بے شمار چیزیں پکا کر استعمال کی جاتی ہیں، ان سب کا یہی حال ہوتا۔

لہٰذا کسی جوس یا شیرہ یا نبیذ کو آگ پر پکنے کی وجہ سے حرام نہیں کہا جائے گا، البتہ نشہ کی وجہ سے حرام کہا جائے گا، خواہ پھر وہ چیز کچی ہو یا آگ پر پکائی گئی ہو۔

---

[1] قرصافة :عن عائشة وعنها سماک، قال أحمد :حديثها منكر، ولا تعرف (بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذم ليوسف بن حسن الحنبلي، ج ا، ص ۱۹۰، باب النساء)

[2] رقم الحديث ۲۴۴۷۷، كتاب الاشربة، باب فى الطلاء من قال إذا ذهب ثلثاه فاشربه.

Idara Ghufran

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ مَا تُحِلُّ النَّارُ شَيْئًا، وَلَا تُحَرِّمُهُ قَالَ: ثُمَّ فَسَّرَ لِيْ قَوْلَهُ : لَا تُحِلُّ شَيْئًا لِقَوْلِهِمْ فِي الطِّلَاءِ، وَلَا تُحَرِّمُهُ (سنن النسائی، رقم الحديث ۵۷۳۰، کتاب الاشربة، ما يجوز شربه من العصير، وما لا يجوز)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم! آگ کسی چیز کو نہ تو حلال کرتی ہے، اور نہ حرام کرتی ہے، پھر اپنے قول کہ ''کسی چیز کو حلال نہیں کرتی'' کی تفسیر لوگوں کے طلاء (یعنی انگور کے آگ پر پکائے ہوئے شیرہ) کے بارے میں فرمائی، اور نہ اس کو حرام کرتی ہے (نسائی)

اس روایت کا مطلب بھی یہی ہے کہ صرف آگ پر پکنے سے کوئی حلال چیز حرام نہیں ہوتی، اور حرام چیز حلال نہیں ہوتی، البتہ اگر کوئی چیز نشہ آور ہو جائے، تو وہ حرام ہو جاتی ہے، خواہ وہ آگ پر پکنے کی وجہ سے ہو، یا آگ پر پکے بغیر ہو، جیسا کہ مفصلاً پہلا گزرا۔

حضرت شعبی سے روایت ہے کہ:

كَانَ عَلِيٌّ يَرْزُقُ النَّاسَ الطِّلَاءَ فِيْ دِنَانٍ صِغَارٍ، فَسَكِرَ مِنْهُ رَجُلٌ، فَجَلَدَهُ عَلِيٌّ ثَمَانِيْنَ، قَالَ : فَشَهِدُوْا عِنْدَهُ أَنَّهُ إِنَّمَا سَكِرَ مِنَ الَّذِيْ رَزَقَهُمْ، قَالَ : وَلِمَ شَرِبَ مِنْهُ حَتّٰى سَكِرَ؟ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو چھوٹے مٹکوں میں طلاء دیا کرتے تھے، پھر ایک آدمی کو اس سے نشہ چڑھ گیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اسّی کوڑے لگوائے، لوگوں نے آپ کے سامنے یہ گواہی دی کہ اس کو اس طلاء سے نشہ ہوا ہے، جو حضرت علی لوگوں کو دیتے ہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے اتنا طلاء کیوں پیا، جس سے اسے نشہ چڑھ گیا (ابن ابی شیبہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ نشہ کرنا تو ہر چیز سے منع ہے، اور کوڑوں کی سزا، نشہ کی بنیاد پر دی جاتی ہے، اور یہ ایک قضائی یا قانونی مسئلہ ہے، لہٰذا ہم طلاء پی کر نشہ چڑھنے والے کو بھی سزا دیں گے، جس

---

[1] رقم الحديث ۲۸۹۹۷، کتاب الاشربة، باب النبيذ، من رأى فيه حدا.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کا مطلب یہ ہوا کہ طلاء پینا واستعمال کرنا تو جائز ہے، لیکن اس کی اتنی مقدار جائز نہیں کہ نشہ چڑھ جائے۔

اس طرح کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی منقول ومروی ہے۔ [1]

اس کے علاوہ کئی دیگر صحابہ وتابعین سے طلاء یعنی انگور وغیرہ کے آگ پر پکے ہوئے مشروب کا تناول واستعمال فرمانا ثابت ہے۔ [2]

---

[1] عن السائب بن يزيد، أنه أخبره أن عمر خرج عليهم، فقال :إني وجدت من فلان ريح شراب، فزعم أنه شرب الطلاء ، وأنا سائل عما شرب فإن كان يسكر جلدته، فجلده عمر الحد تاما (السنن الكبرىٰ للنسائی، رقم الحديث ۵۱۹۸)

محمد قال:أخبرنا أبوحنيفة عن حماد عن ابراهيم: أن عمر رضى الله عنه أتى بأعرابى قد سكر، طلب له عذرا فلما أعياه لذهاب عقله، قال: أحبسوه، فاذا صحا فاجلدوه، ودعا بفضلة فضلت فى اداوته،فذاقها فاذا نبيذ شديد ممتنع، فدعاء بماء فكسره (وكان عمر رضى الله عنه يحب الشراب الشديد) فشرب وسقى جلساؤه، ثم قال: هذا اكسروه بالماء اذا غلظكم شيطانه.

قال محمد وبه ناخذ، وهو قول ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ(كتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشيبانى،رقم الحديث ۸۳۵، ص۱۸۳، ۱۸۴، باب النبيذ الشديد)

[2] عن على بن سليم ، قال :سمعت أنسا يقول :إني لأشرب الطلاء الحلو القارص (مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۴۴۷۱، باب فى الطلاء ، من قال إذا ذهب ثلثاه فاشربه)

عن سالم بن سالم قال :دخلت على أبى أمامة وهو يشرب طلاء الرب(ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۷۲)

عن المغيرة بن المنتشر ابن أخي مسروق ، قال :قلت له :كان مسروق يشرب الطلاء؟ قال :نعم ، كان يطبخه ثم يشربه(ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۷۴)

عن مغيرة ، عن شريح ؛ أن خالد بن الوليد كان يشرب الطلاء بالشام(ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۷۶)

عن الحكم ، عن شريح ؛ أنه كان يشرب الطلاء الشديد(ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۷۸)

عن على بن بذيمة ، عن أبى عبيدة ؛ أنه كان يشرب الطلاء عند مروان ، ما يحمر وجنتيه (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۷۹)

عن الأعمش ، عن إبراهيم ؛ أنه كان يشترى الطلاء ممن لا يدرى من صنعه ، ثم يشربه (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۸۰)

عن السدى ، عن شيخ من الحضرميين ، قال :قسم على طلاء ، فبعث إلى بقدر ، فكنا نأكله بالخبز كما نأكله بالكامخ(ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۸۱)

عن يزيد ، عن موسى بن عبد الله بن يزيد الأنصارى ، قال :كانت لعبد الرحمن بن بشر الأنصارى قرية يصنع له بها طعام ، فدعا ناسا من أصحابه فأكلوا ، ثم أتوا بشراب من الطلاء ، وفيهم أناس من أهل بدر ، فقالوا :ما هذا ؟ قالوا :شراب يصنعه ابن بشر

لنفسه، فقالوا :هو الرجل لا يرغب عن شرابه ، فشربوا(ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۸۲)

عن عطاء ، عن أبى عبد الرحمن ، عن على ، قال :كان يرزقنا الطلاء ، فقلت له :ما هيئته ؟ قال :أسود ، يأخذه أحدنا بإصبعه(ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۸۳)

Idara Ghufran

خلاصہ یہ کہ آگ پر پکا ہوا انگور وغیرہ کا رس وجوس جائز ہے، بشرطیکہ اس کو پی کر نشہ پیدا نہ ہو، لیکن جیسا کہ گزرا کہ آگ پر کسی چیز کو پکانے سے اس کا مخصوص پتلا پن ختم ہونے اور شراب ونشہ پیدا کرنے والے جراثیم ختم یا کم ہوجانے کی وجہ سے اس کے شراب بننے اور نشہ آور ہونے کے امکانات کم ہوجاتے ہیں، اور اگر اس کو خوب پکا دیا جائے، تو اس کے امکان تقریباً ختم ہی ہوجاتے ہیں، اور ایسی چیز کو اگر آگ پر پکانے کے بعد ایک مدت تک رکھا جائے، تو وہ نشہ آور نہیں ہوتی، یعنی اس میں شراب ونشہ کے بیکٹیریا پیدا نہیں ہوتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واقعات وروایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت حیان ازدی سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- أَنَّهُ كَتَبَ إِلٰى عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: إِنِّيْ قَدِمْتُ الشَّامَ، فَرَأَيْتُ بِهَا شَرَابًا شَرِبَهُ النَّصَارٰى فِيْ صَوْمِهَا، وَهُوَ الْعِنَبُ يَذْهَبُ ثُلُثَاهُ، وَيَبْقٰى ثُلُثُهُ يَذْهَبُ شَرُّهُ وَيَبْقٰى خَيْرُهُ، فَإِذَا أَتَاكُمْ كِتَابِيْ هٰذَا، فَاسْتَعِيْنُوْا بِهٖ، وَارْزُقُوْهُ النَّاسَ (الاموال لابنِ زنجويه، رقم الحديث ۹۲۰، ج۲ ص۵۵۷)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر کی طرف یہ لکھا کہ میں شام میں آیا، تو میں نے نصاریٰ کو روزے میں ایک مشروب پیتے ہوئے دیکھا، اور وہ انگور کا مشروب ہے (جس کو پکانے سے) اس کا دوتہائی (Two-thirds) حصہ ختم ہوجاتا ہے، اور ایک تہائی (One-thirds) باقی رہ جاتا ہے، اس کا شر ختم ہوجاتا ہے، اور خیر باقی رہ جاتی ہے، اور جب تمہارے پاس میرا یہ مکتوب آئے، تو تم اس مشروب سے مدد (وطاقت) حاصل کرو، اور وہ مشروب لوگوں کو دو (ابنِ زنجویہ)

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت ہے کہ:

كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَمَّا بَعْدُ فَاطْبُخُوْا شَرَابَكُمْ حَتّٰى يَذْهَبَ نَصِيْبُ الشَّيْطَانِ؛ فَإِنَّ لَهُ اثْنَيْنِ وَلَكُمْ وَاحِدٌ (السنن الكبرىٰ للنسائی) [1]

ترجمہ: ہماری طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ لکھ کر بھیجا کہ تم اپنے مشروب کو

---

[1] رقم الحديث ۵۲۰۸، كتاب الاشربة، ذكر ما يجوز شربه من الطلاء وما لا يجوز.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اتنا پکاؤ کہ شیطان کا حصہ چلا جائے، کیونکہ اس کے لئے دو حصے ہیں، اور تمہارے لئے ایک حصہ ہے(سنن کبریٰ نسائی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم نامہ کو بہت سے حضرات اور محدثین نے روایت کیا ہے۔ [1]

اس کے علاوہ کئی جلیل القدر صحابہ وتابعین سے اس طرح انگور وغیرہ کے رَس وجوس کا پکایا ہوا مشروب نوش فرمانا ثابت ہے کہ جس کا دو تہائی (Two-thirds) حصہ آگ پر پکنے سے ختم ہو جائے، اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔ [2]

---

[1] عن أبی مجلز، عن عامر بن عبد الله، أنه قال :قرأت كتاب عمر بن الخطاب إلى أبی موسى :أما بعد، فإنها قدمت على عير من الشام تحمل شرابا غليظا أسود كطلاء الإبل، وإنی سألتهم على كم يطبخونه، فأخبرونی أنهم يطبخونه على الثلثين، ذهب ثلثاه الأخبثان، ثلث ببغيه، وثلث بريحه، فمر من قبلك يشربونه(سنن النسائی، رقم الحديث ۵۷۱۶)

عن أبی الهياج ؛ أن الحجاج دعاه فقال :أرنی كتاب عمر إلى عمار فی شأن الطلاء ، فخرج وهو حزين ، فلقيه الشعبی فسأله ، فأخبره عما قال له الحجاج ، فقال له الشعبی :هلم صحيفة ودواة ، فوالله ما سمعته من أبيک إلا مرة واحدة ، فأملى عليه :بسم الله الرحمن الرحيم ، من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى عمار بن ياسر ، أما بعد ؛ فإنی أتيت بشراب من قبل الشام ، فسألت عنه كيف يصنع ؟ فأخبرونی أنهم يطبخونه حتى يذهب ثلثاه ويبقى ثلثه ، فإذا فعل ذلک به ذهب رسه وريح جنونه ، وذهب حرامه وبقی حلاله ، قال عبد الله :وأراه قال :والطيب منه ، فإذا أتاک كتابی هذا فمر من قبلک فليتوسعوا به فی أشربتهم ، والسلام(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۴۴۸۴، باب فی الطلاء ، من قال إذا ذهب ثلثاه فاشربه)

عن داود، قال :سألت سعيدا :ما الشراب الذی أحله عمر رضی الله عنه؟، قال :الذی يطبخ حتى يذهب ثلثاه، ويبقى ثلثه(سنن النسائی، رقم الحديث ۵۷۱۹)

عن سويد بن غفلة، قال :كتب عمر بن الخطاب إلى بعض عماله :أن ارزق المسلمين من الطلاء ما ذهب ثلثاه، وبقی ثلثه(سنن النسائی، رقم الحديث ۵۷۱۵)

عن ابن سيرين قال كتب لنوح من كل شیء اثنان أو قال زوجان فأخذ ما كتب له وضلت عليه حبلتان فجعل يلتمسهما فلقيه ملک فقال له ما تبغی قال حبلتين قال إن الشيطان ذهب بهما قال الملک أنا آتيک به وبهما فقال له إنه لک فيهما شريک فأحسن مشاركته قال لی الثلث وله الثلثان قال الملک أحسنت وأنت محسان إن لک أن تأكله عنبا وزبيبا وتطبخه حتى يذهب ثلثاه ويبقى الثلث قال ابن سيرين فوافق ذلک كتاب عمر بن الخطاب(مصنف عبدالرازاق، رقم الحديث ۱۷۱۱۹)

[2] عن عبد الله بن أبی أوفى، عَن علی بن أبی طالب رضی الله عنه :أنه كان يشرب من الطلاء ما ذهب ثلثاه وبقی ثلثه(الطب النبوی،لأبی نعيم الأصبهانی، رقم الحديث ۷۸۸)

عن أبی جرير ، عن النضر بن أنس ، قال :غزا أبو عبيدة بن الجراح فأتى أرض الشام ، فقيل لأبی عبيدة :إن هاهنا شرابا تشربه النصارى فی صومهم ، قال :فشرب منه أبو عبيدة(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۴۴۷۵، باب فی الطلاء ، من قال إذا ذهب ثلثاه فاشربه) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس طرح کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انگور وغیرہ کے رَس وشیرہ کو اتنا پکالیا جائے، کہ اس کا دوثلث آگ پر پک کر ختم ہوجائے اور جَل جائے، تو وہ مشروب حلال کہلاتا ہے، اوراس کے بعد اس کو رکھنے سے اس میں خمیر (Yeast) واُبال (Boil) وغیرہ پیدا ہوکر شراب ونشہ آور بننے کے امکانات

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن يعلى بن عطاء ، قال :سمعت سعيد بن المسيب، وسأله أعرابى عن شراب يطبخ على النصف، فقال :لا حتى يذهب ثلثاه، ويبقى الثلثُ(سنن النسائى، رقم الحديث ۵۷۲۲)

عن سعيد بن المسيب، أن أبا الدرداء ، كان يشرب ما ذهب ثلثاه وبقى ثلثه(سنن النسائى، رقم الحديث ۵۷۲۰)

عن أم الدرداء قالت :كنت أطبخه لأبى الدرداء حتى يذهب ثلثاه، ويبقى الثلث(السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۶۸۳۱)

عن أبى موسى الأشعرى، أنه كان يشرب من الطلاء ما ذهب ثلثاه، وبقى ثلثه(سنن النسائى، رقم الحديث ۵۷۲۱)

عن عبد الملك بن طفيل الجزرى، قال :كتب إلينا عمر بن عبد العزيز :أن لا تشربوا من الطلاء حتى يذهب ثلثاه، ويبقى ثلثه، وكل مسكر حرام(سنن النسائى، رقم الحديث ۵۷۲۷)

عن قتادة أن أبا طلحة وأبا عبيدة ومعاذ بن جبل كانوا يشربون الطلاء إذا ذهب ثلثاه وبقى ثلثه يعنى الرب (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۷۱۲۲، مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۲۴۴۶۰، فى الطلاء ، من قال إذا ذهب ثلثاه فاشربه)

حدثنا عبد الرحيم بن سليمان ، عن داود بن أبى هند ، قال :سألت سعيد بن المسيب عن الشراب الذى كان عمر بن الخطاب أجازه للناس ؟ قال :هو الطلاء الذى قد طبخ حتى ذهب ثلثاه وبقى ثلثه (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۲۴۴۶۱، فى الطلاء ، من قال إذا ذهب ثلثاه فاشربه)

عن أم الدرداء ، قالت :كنت أطبخ لأبى الدرداء الطلاء ما ذهب ثلثاه وبقى ثلثه فيشربه (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۶۲)

عن ميمون ، عن أم الدرداء ، عن أبى الدرداء ؛ أنه كان يشرب من الطلاء ما ذهب ثلثاه وبقى ثلثه (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۶۳)

عن أبان بن عبد الله البجلى ، عن رجل قد سماه ، قال :كان على يرزق الناس من الطلاء ما ذهب ثلثاه وبقى ثلثه (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۶۴)

عن فضيل بن عمرو ، قال :قلت لإبراهيم :ما ترى فى الطلاء ؟ قال :ما ذهب ثلثاه وبقى ثلثه ، وما أرى بالمنصف بأسا (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۶۵)

عن الحسن ، قال :اشرب ما ذهب ثلثاه وبقى ثلثه (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۶۶)

عن أنس بن سيرين ، قال :كان أنس بن مالك سقيم البطن ، فأمرنى أن أطبخ له طلاء حتى ذهب ثلثاه وبقى ثلثه ، فكان يشرب منه الشربة على إثر الطعام (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۶۷)

عن إبراهيم ، قال :اشرب من الطلاء ما ذهب ثلثاه وبقى ثلثه (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۴۶۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تقریباً ختم ہوجاتے ہیں۔ [1]

اور تحقیق کرنے سے ثابت ہوا کہ سائنسی اعتبار سے بھی اتنی مقدار میں اس رَس وشیرہ کے پکنے کے بعد اس میں ممکنہ حد تک سڑ کر نشہ آور جرثومے وبیکٹیریا پیدا ہونے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔

اور بعض روایات وآثار سے صحابہ وتابعین کا انگور وغیرہ کے رَس وشیرہ کو دوتہائی (Two-thirds) حصہ کے بجائے نصف یعنی آدھی (Half) حد تک پکانے کے بعد بھی استعمال کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ الطِّلَاءَ عَلَى النِّصْفِ (مصنف ابن ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ طلاء کو نصف حالت میں پکا کر پیا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اور خیثمہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُهُ عَلَى النِّصْفِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [3]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ طلاء کو نصف حالت میں پکا کر پیا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سند سے، ولید بن سریع سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ الطِّلَاءَ الْمُنَصَّفَ (مسند ابی حنیفة، روایة ابی نعیم الاصبهانی) [4]

---

[1] عن عمر بن الخطاب، حين قدم الشام، شكا إليه أهل الشام وباء الأرض أو ثقلها، وقالوا :لا يصلح لنا إلا هذا الشراب، قال :اشربوا العسل، قالوا :لا يصلحنا العسل، قال له رجل من أهل الأرض :هل لک أن أجعل لک من هذا الشراب شيئا لا يسكر، قال :نعم.فطبخوه، حتى ذهب ثلثاه، وبقي ثلثه، فأتوا به إلى عمر بن الخطاب، فأدخل أصبعه فيه، ثم رفع يده، فتبعه يتمطط، فقال :هذا الطلاء مثل طلاء الإبل، فأمرهم أن يشربوه، فقال عبادة بن الصامت :أحللتها والله، قال :كلا، والله ما أحللتها، اللهم إني لا أحل لهم شيئا حرمته عليهم، ولا أحرم عليهم شيئا أحللته لهم.

قال محمد :وبهذا نأخذ، لا بأس بشرب الطلاء الذى قد ذهب ثلثاه وبقی ثلثه، وهو لا يسكر، فأما كل معتق يسكر فلا خير فيه (موطا امام محمد، كتاب الحدود والسرقة، باب :نبيذ الطلاء)

[2] رقم الحديث ۲۴۵۰۸، كتاب الاشربة، باب من رخص فی شرب الطلاء علی النصف.

[3] رقم الحديث ۲۴۵۱۱، كتاب الاشربة،باب من رخص فی شرب الطلاء علی النصف.

[4] رقم الحديث ۳۴۷، الباب الرابع والعشرون، باب الواو،الآثار،لأبی يوسف، رقم الحديث ۱۰۰۶.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ طلاء کو نصف حالت میں پکا کر پیا کرتے تھے (مسند ابی حنیفہ)

اور حضرت ایوب سے روایت ہے کہ:

رَأَیْتُ أَبَا عُبَیْدَۃَ یَشْرَبُہٗ عَلَی النِّصْفِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابوعبیدہ کو طلاء کو نصف حالت میں پکا کر پیتے ہوئے دیکھا (ابنِ ابی شیبہ)

اور طلحہ بن جبر سے روایت ہے کہ:

رَأَیْتُ أَبَاجُحَیْفَۃَ یَشْرَبُ الطِّلَاءَ عَلَی النِّصْفِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کو طلاء کو نصف حالت میں پکا کر پیتے ہوئے دیکھا (ابنِ ابی شیبہ)

اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَرَأٰی عُمَرُ، وَأَبُوْعُبَیْدَۃَ، وَمُعَاذٌ، شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَی الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ، وَأَبُوْجُحَیْفَۃَ، عَلَی النِّصْفِ (بخاری) [3]

ترجمہ: اور حضرت عمر اور ابوعبیدہ اور معاذ نے تہائی حد تک طلاء پکا کر پیا ہے، اور حضرت براء اور حضرت ابوجحیفہ نے آدھی حد تک پکا کر پیا ہے (بخاری)

اس کے علاوہ جلیل القدر تابعی اور مشہور قاضی حضرت شریح اور جریر اور ابنِ ابزی اور محمد بن حنفیہ اور قیس اور حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت یحیٰ رحمہم اللہ سے بھی نصف حالت میں پکا ہوا طلاء نوش کرنا ثابت ہے۔ [4]

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۵۱۵، کتاب الاشربۃ، باب من رخص فی شرب الطلاء علی النصف.

[2] رقم الحدیث ۲۴۵۰۹، کتاب الاشربۃ، باب من رخص فی شرب الطلاء علی النصف.

[3] کتاب الاشربۃ، باب الباذق، ومن نہی عن کل مسکر من الأشربۃ.

[4] عن الأعمش، عن الحکم، قال: کان شریح یشرب الطلاء علی النصف، یشرب الطلاء الشدید، یعنی المنصف (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۲۴۵۱۴، باب من رخص فی شرب الطلاء علی النصف)
عن الشعبی، عن شریح؛ أنہ کان یشرب معہ الطلاء علی النصف، قال: فشرب وسقانی (ایضاً، رقم الحدیث ۲۴۵۲۰)
عن أبی زرعۃ بن عمرو بن جریر؛ أن جریرا کان یشربہ علی النصف (ایضاً، رقم الحدیث ۲۴۵۱۰)
عن جعفر؛ أن ابن أبزی کان یشرب الطلاء علی النصف (ایضاً، رقم الحدیث ۲۴۵۱۲)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انگور وغیرہ کے رَس کو آگ پر اتنی مقدار نہ پکایا جائے کہ اس کا دوتہائی (Two-thirds) حصہ خشک ہوجائے، بلکہ اس سے کم مقدار میں پکایا جائے، مثلاً اس کا صرف نصف یعنی آدھا (Half) حصہ خشک ہوتو بھی اس کا استعمال جائز ہوتا ہے۔

مگر یہ شرط ہے کہ وہ نشہ آور نہ ہو۔ [1]

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے، اور احادیث وروایات کے زیادہ مطابق ولائق ہونے کی وجہ سے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عن المنذر ، عن ابن الحنفية ؛ أنه كان يشرب الطلاء المقدى ، يعنى ما طبخ على النصف (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۵۱۳)

عن إسماعيل ، عن قيس ، أنه كان يشربه على النصف (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۵۱۶)

عن دينار الأعرج ، عن سعيد بن جبير ، قال :شرب عندى الطلاء على النصف (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۵۱۷)

عن الأعمش ؛ أن إبراهيم كان يشربه على النصف (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۵۱۸)

عن الأعمش ، عن يحيى ، قال :رأيته يشرب الطلاء على النصف (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۵۱۹)

[1] علامہ ابنِ حجر نے ابنِ حزم کے حوالہ سے فرمایا کہ انہوں نے انگور کے رَس کو دوتہائی حد تک پکانے کے بعد اس کا مشاہدہ کیا کہ وہ بالکل نشہ آور نہیں ہوتا، اور اگر نصف حد تک پکایا جائے، تو تب بھی نشہ آور نہیں ہوتا، اور اگر چوتھائی حد تک پکایا جائے تب بھی وہ نشہ آور نہیں ہوتا، بلکہ اگر اس کو صرف اتنا پکایا جائے کہ وہ منجمد رَس کی شکل میں ہوجائے، تب بھی نشہ آور نہیں ہوتا، اور اگر اتنی زیادہ مقدار میں پکایا جائے کہ اس کا صرف چوتھائی حصہ باقی رہ جائے، تب بھی وہ نشہ آور نہیں ہوتا، جس سے معلوم ہوا کہ تمام مشروبات کی حالت اس سلسلہ میں یکساں نہیں ہے، اور حرام وحلال ہونے کا اصل دارومدار نشہ آور ہونے نہ ہونے پر ہے، نہ کہ پکنے پر۔

قوله وشرب البراء وأبو جحيفة على النصف أما أثر البراء فأخرجه بن أبى شيبة من رواية عدى بن ثابت عنه أنه كان يشرب الطلاء على النصف أى إذا طبخ فصار على النصف وأما أثر أبى جحيفة فأخرجه بن أبى شيبة أيضا من طريق حصين بن عبد الرحمن قال رأيت أبا جحيفة فذكر مثله ووافق البراء وأبو جحيفة جرير وأنس ومن التابعين بن الحنفية وشريح وأطبق الجميع على أنه إن كان يسكر حرم وقال أبو عبيدة فى الأشربة بلغنى أن النصف يسكر فإن كان كذلك فهو حرام والذى يظهر أن ذلك يختلف باختلاف أعناب البلاد فقد قال بن حزم إنه شاهد من العصير ما إذا طبخ إلى الثلث ينعقد ولا يصير مسكرا أصلا ومنه ما إذا طبخ إلى النصف كذلك ومنه ما إذا طبخ إلى الربع كذلك بل قال إنه شاهد منه ما يصير ربا خاثرا لا يسكر ومنه ما لو طبخ لا يبقى غير ربعه لا يختر ولا ينفك السكر عنه قال فوجب أن يحمل ما ورد عن الصحابة من أمر الطلاء على ما لا يسكر بعد الطبخ وقد ثبت عن ابن عباس بسند صحيح أن النار لا تحل شيئا ولا تحرمه أخرجه النسائى من طريق عطاء عنه وقال إنه يريد بذلك ما نقل عنه فى الطلاء(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۰ ص ۶۴، قوله باب الباذق)

وقد صح عندنا أن بجبال رية أعنابا إذا طبخ عصيرها فنقص منه الربع صار ربا خاثرا لا يسكر بعدها كالعسل فهذا حلال بلا شك .وشاهدنا بالجزائر أعنابا رملية تطبخ حتى تذهب ثلاثة أرباعها وهى بعد خمر مسكرة كما كانت فهذا حرام بلا شك -وبالله تعالى التوفيق (المحلىٰ بالآثار لابن حزم، ج۱۱، ص ۳۷۲، كتاب الأشربة وما يحل منها وما يحرم)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ انگور، کھجور، شہد، سیب، کیلا، اناناس، آم، امرود، مالٹا، گندم، مکئی، باجرہ، جو وغیرہ کے کچے اور پکے ایسے مشروب وجوس کا استعمال جائز ہے، جونشہ آور نہ ہو، جیسا کہ آج کل بازار میں بھی مختلف اشیاء اور مختلف ذائقوں کے جوس دستیاب ہیں، اور اسی طرح ہر ایسے مشروب وجوس وغیرہ کا استعمال جائز ہے، جونشہ آور اور ناپاک نہ ہو، بشرطیکہ اس کے استعمال میں اسراف وفضول خرچی اور حد سے تجاوز لازم نہ آئے۔

(جاری ہے............)

---

[1] وأبو حنيفة ما رأى من شرب الطلاء ، إلا الطلاء الذى كان يشربه أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه، وروى ابن أبى شيبة فقال :حدثنا عبد الرحيم بن سليمان ووكيع عن عبيدة عن خيثمة عن أنس رضى الله تعالى عنه، أنه كان يشرب الطلاء على النصف، وكذا :روى عن البراء وأبى جحيفة وجرير بن عبد الله وابن الحنفية وشريح القاضى وقيس بن سعد وسعيد بن جبير وإبراهيم النخعى والشعبى، وقال الطحاوى :حدثنا فهد قال :حدثنا أحمد بن يونس قال :حدثنا أبو شهاب عن ابن أبى ليلى عن عيسى أن أباه بعثه إلى أنس بن مالك فى حاجة فأبصر عنده طلاء شديدا(عمدة القارى للعينى، ج۲۳ ص ۲۰۰، باب إن حلف أن لا يشرب نبيذا فشرب طلاء أو سكرا أو عصيرا لم يحنث فى قول بعض الناس، وليست هذه بأنبذة عنده)

(وأما) المطبوخ من نبيذ التمر ونقيع الزبيب أدنى طبخة، والمنصف منهما فيحل شربه ولا يحرم إلا السكر منه وهو طاهر يجوز بيعه ويضمن متلفه، وهذا قول أبى حنيفة وأبى يوسف -رضى الله عنهما -، وعن محمد -رحمه الله -روايتان :فى رواية لا يحل شربه لكن لا يجب الحد إلا بالسكر، وفى رواية قال لا أحرمه ولكن لا أشرب منه (بدائع الصنائع، ج۵، ص ۱۱۶، كتاب الاشربة، حد شرب الخمر وحد السكر)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال

عید کا دن چونکہ عبادت اور خوشی کے مجموعے کا دن ہے، اس لیے شریعت کی طرف سے اس دن ایسے کام عبادت قرار دیے گئے ہیں جو ان دونوں عناصر کو شامل ہوں؛ یعنی ان میں عبادت کا پہلو بھی ہو، اور خوشی ومسرت کا پہلو بھی ہو۔ چنانچہ احادیث وروایات سے چند اعمال کا سنت ومستحب ہونا معلوم ہوتا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)......عید کی رات میں حسبِ توفیق نفلی عبادت وذکر کرنا، اور بطورِ خاص گناہوں سے بچنا (۲)......عید کے دن صبح کو سویرے اُٹھنا، اور فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا، اور مرد حضرات کو فجر کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھنا (۳)......شریعت کے موافق طہارت ونظافت اور صفائی ستھرائی اور زیب وزینت اختیار کرنا (۴)...... خوب اہتمام کے ساتھ میل کچیل دور کر کے غسل کرنا (۵)......خاص اہتمام کے ساتھ مرد وعورت سب کو مسواک کرنا (۶)...... فاضل (یعنی زیرِ ناف وبغلوں اور مونچھوں کے) بال اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن وغیرہ کاٹنا (۷)...... پاک وصاف عمدہ لباس جو میسر ہو پہننا (۸)......خوشبو لگانا (مگر خواتین تیز خوشبو لگانے سے پرہیز کریں) (۹)......صدقۂ فطر ادا نہ کیا ہو، تو عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا کر دینا (۱۰)......عید کی نماز کے لئے جلدی پہنچنا (۱۱)......کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز ادا کرنے کے لیے پیدل جانا (۱۲)......کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز، عیدگاہ میں ادا کرنا (۱۳)......عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں تکبیر کہنا، اور تکبیر ان الفاظ میں کہنا بہتر ہے:

”اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ“

(۱۴)......عید الفطر کی نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ کھا لینا (۱۵)...... جس راستہ سے عید کی نماز کے لئے جائیں اس کے علاوہ سے واپس آنا (۱۶)......اپنی وسعت وحیثیت کے مطابق صحیح مستحقین ومساکین کو صدقہ کرنا (۱۷)......حسبِ حیثیت اپنے اہل وعیال اور گھر والوں کی ضروریات (لباس، اور کھانے پینے وغیرہ) میں وسعت وفراخی کرنا (۱۸)......گھر والوں، عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

(تفصیلی دلائل اور حوالہ جات کے لئے ”شوال اور عید الفطر کے فضائل واحکام“ ملاحظہ فرمائیں)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین　　(جنت کے قرآنی مناظر:۲۳)　　مفتی محمدامجد حسین

جب دوسری زندگی شروع ہوگی

(۱)...... اَلۡمُلۡکُ یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ یَحۡکُمُ بَیۡنَهُمۡ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ.وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ(سورہ حج آیت ۵۶.۵۷)

ترجمہ:بادشاہی اس(قیامت کے)روز اللہ ہی کی ہوگی،وہ ذات ان سب(اہل ایمان واہل کفر وغیرہ تمام طبقوں اور ملتوں)میں فیصلہ فرمائے گی تو جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ چین وراحت(امن وآسائش)کے باغوں میں ہوں گے،اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہوگا۔

وضاحت: خدا کی اس حسین کائنات میں انسان کے علاوہ ہر مخلوق ہر چیز،فطرت کی عطا کی ہوئی جبلّی ہدایت کے مطابق چل رہی ہے اور اپنے وجود کے تقاضے اور مقاصد پورے کررہی ہے،خواہ وہ خلا میں تیرنے والے کرے اور کہکشاؤں کے جھمگٹے ہوں یا زمین پر رینگنے والے حشرات الارض اور کیڑے مکوڑے ہوں،یا زمین پر چرنے والے چرند اور فضاؤں میں اڑنے والے پرند ہوں،نبات ہوں یا جماد ہوں،زمین کے طول وعرض میں زندگی نشر کرنے والے ہواؤں کے جھونکے ہوں یا زندگی اور حیات کی چہل پہل کو برقرار رکھنے والے پانی اور حرارت وتوانائی کے نظام ہوں،لیکن جس کائنات میں اتنی باقاعدگی،ڈسپلن،نظم وضبط ہے،بہار اور خزائیں،سورج اور ہوائیں،رات ودن،صبح اور شام سب اپنے اپنے مقررہ وقت پر آتے اور جاتے ہیں،فطرت کی سپرد کی ہوئی ڈیوٹی سے ذرہ بھر انحراف نہیں کرتے وہاں انسان،ہاں بنی نوع انسان،اولاد آدم کے الگ ہی اطوار واقدار ہیں،فطرت اور خدائی سکیم وپروگرام سے مختلف ہی چال چلن اور عادات وحالات ہیں۔وہ سچے خدا کے آگے تو نہیں جھکتا جو اس بات کا پورا استحقاق رکھتا ہے کہ اس کی غلامی وعبودیت پورے طور پر،پورے سروقد سے کی جائے جس کی عبودیت کے استحقاق پر ساری کائنات اور کائنات کی ایک ایک چیز اور ایک ایک ذرہ اپنے پورے وجود اور پورے عمل وطرز عمل کے ساتھ گواہ ہے،سورج،ہوائیں،نبات وجماد،چرند وپرند اپنے اپنے وظائف اور فرائض کی باقاعدگی کے

Idara Ghufran

ساتھ بجا آوری کر کے عملی گواہی فراہم کر رہی ہیں لیکن دوسری طرف یہی ظلوم وجھول انسان پتھر کی مورتیوں، بے جان اور بے حس چیزوں کے سامنے، ہر قسم کی عبودیت کے استحقاق سے خالی چیزوں کے سامنے، ماتھا ٹیک دیتا ہے ان کے رب نہ ہوتے ہوئے بھی ان کی ربوبیت وعبودیت کے گن گانے لگتا ہے، خدا کے آگے سرکشی کرنے والا وقت کے فرعونوں اور نمرودوں کے سامنے پورے سروقد کے ساتھ جھک جاتا ہے۔حق کی قبولیت وہم نوائی سے قطعی انکار کرنے والے ابناء آدم باطل کی قبولیت اور طاغوت کی ہم نوائی اور شیطان کے سامنے خود سپردگی کے لئے ہر دم تیار اور چوکس وآمادہ رہتے ہیں، جس کائنات میں ہوائیں اپنے جھونکے نشر کرنے میں، سورج اپنی شعائیں بکھیر کر زندگی بانٹنے میں چاند اپنی برودت و ٹھنڈک اور روشنی سے ساری زمین کو نہلانے اور نہال کرنے میں پوری رواداری برتتے ہیں۔صحراو بیابان، جنگل وگلستان، ویرانے اور چمن، پھول اور کانٹوں میں بلاتمیز اپنا فیضِ عام بغیر تخصیص وتمیز کے بانٹتے ہیں۔وہاں انسان قدرت وطاقت، عہدہ ومنصب ملنے پر ہر طرح کے تعصب، حق تلفی، بدعنوانی وکرپشن، استحصال اور ظلم وعدوان کو روا رکھتا ہے اور طرفہ تماشا یہ کہ وہ فرعون ہو کر اپنے آپ کو موسیٰ کی طرح حق پرست سمجھتا ہے، یزید ہو کر اپنے متعلق بایزید ہونے کی خام خیالی میں مبتلا رہتا ہے، تو ایک دن ایسا آنے والا ہے جہاں حکومت وحاکمیت، اختیار اور عدالت کا سارا نظام صرف ایک خدا کے ہاتھ میں ہوگا، اس دن ہی پردہ اٹھے گا، اور ظلوم وجھول انسان کے عالمگیر مغالطہ آمیزیوں کا وہ خدا پھر فیصلہ کرے گا، اس دن کامیاب ہونے والے ہی صحیح معنوں میں کامیاب ہوں گے اور جنتوں کے حق دار ہوں گے۔

(۲)...... اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ يَوۡمَئِذٍ خَيۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّاَحۡسَنُ مَقِيۡلًا (سورۃ الفرقان ۲۴)

ترجمہ: جنت والے اس (قیامت کے) روز قیام گاہ کے اعتبار سے بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے۔

وضاحت: ذرا غور تو کریں یہ جنتی لوگ کون ہوں گے؟ اور ان کا اتنا اعزاز واکرام اس بڑے دن میں، اس دائمی زندگی میں کیونکر ہوگا؟ یہ وہی تو ہوں گے جو دنیا کی زندگی میں فطرت کی اسکیم اور قدرت کے پروگرام کے مطابق چلتے رہے، ہاں جس سکیم اور پروگرام کے مطابق سورج، چاند، ہواؤں اور پانی، نباتات اور جماد کے سارے سلسلے اور نظام چلتے ہیں یہ حق پرست انسان بھی فطرت کے ہم نوا ہو کر پوری عبودیت اور بندگی کے ساتھ خدا کی انسانوں کے لئے بھیجی ہوئی ہدایت اور انبیاء کی لائی ہوئی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو کر

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چلتے رہے، نہ کوئی سرکشی اور باطل پرستی انہوں نے کی، اور نہ انسانی دنیا میں کسی بگاڑ و خرابی اور فساد و طغیان میں وہ شریک و حصہ دار بنے "تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا" (سورۃ القصص، آیت: ۸۳) [1] کی بشارت و سند ایسوں ہی کو قرآن دیتا ہے۔

(۳)...... وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ (سورۃ الشعرآء: ۸۵)

(۴)...... وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ . الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (سورۃ العنکبوت ۵۸. ۵۹)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ہم ان کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے سے نہریں رواں ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، کام کرنے والوں کا (یہ) کیا اچھا اجر اور بدلہ ہے۔ جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر پورا بھروسہ رکھتے تھے۔

(۵)...... وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ. فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ. وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (سورۃ الروم آیت ۱۴ تا ۱۶)

ترجمہ: اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز سب آدمی جدا جدا ہو جائیں گے (لوگوں کے الگ الگ گروہ ہوں گے اپنے اعمال کے اعتبار سے) تو جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے تھے وہ باغوں میں خوش خوش رہیں گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی پیشی کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں مبتلا و گرفتار ہوں گے۔

وضاحت: کیسا عجیب منظر اس دن ہوگا، جب موسیٰ و فرعون، نمرود و ابراہیم، حضرت نوح اور انکی قوم کے سردار، چوہدری اور کھڑ پینچ، عیسیٰ اور بنی اسرائیل کے خونخوار درندے، ہمارے حضور پاک ﷺ اور ابوجہل، عتبہ و شیبہ، ہر زمانے کے ظالم، جابر طاغوت صفت حکمران، وڈیرے، اور ان کی فرعونیت کو قائم رکھنے والی بیوروکریسی اور دوسری طرف مظلوم عوام و حق پرست طبقات دو گروہوں میں، الگ الگ ہو جائیں گے۔ حق پرست و باطل پرست پورے طور پر ممتاز ہو جائیں گے پھر دونوں کے ساتھ انصاف ہوگا۔ ہر ایک اپنا بویا ہوا کاٹے گا۔

[1] ترجمہ: آخرت کا گھر ہم انہیں لوگوں کو عطا کریں گے جو دنیا کی سرزمین میں، حیاتِ دنیوی میں کسی قسم کی سرکشی اور فساد نہیں کرتے، اور ظلم و طغیان اور عدوان سے بچتے اور ڈرتے ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۶)...... اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ. خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورة لقمان آيت ۸. ۹)

ترجمہ: یقیناً جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے عیش کی جنتیں ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست، حکمت والا ہے۔

(۷)...... اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ. اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ (سورة السجدة آيت ۱۸ تا ۲۰)

ترجمہ: تو جو شخص مومن ہو کیا وہ اس شخص جیسا ہو جاویگا جو نافرمان ہے۔ وہ (دونوں) آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔ جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے اچھے کام کئے تو ان کے لئے ہمیشہ کا ٹھکانہ جنتیں ہیں جو ان کے اعمال کے بدلے بطور مہمانی کے ہوں گی اور جولوگ نافرمانی کرتے تھے تو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ لوگ جب اس (دوزخ) سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اُسی میں دھکیل دیئے جائیں گے اوران کو کہا جائے گا دوزخ کا وہ عذاب چکھو، جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

وضاحت: یہ کیسے ممکن ہے کہ اس دن حُسین اور یزید وشمر سے ایک ہی سلوک روا رکھا جائے، آخر حضرت حُسین نے جس رب کی خوشنودی، اس کے نام اور دین کی عظمت کے لئے کرب وبلا کی گھاٹیاں سر کیں، نقد جان کی قربانی پیش کی، آل اولاد کو وقت کے طاغوت کے سامنے کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قربان کیا اس کی کوئی قدر نہ کی جائے گی؟ ضرور کی جائے گی، جس کامیابی اور دائمی زندگی میں کامرانی اور رب کے سامنے سرخروئی کے لئے یہ تاریخ ساز قربانیاں دی گئیں وہ رب ضرور ان کی لاج رکھیں گے، اپنے نافرمان وسرکش انسانوں سے ان کے کئے کا بدلہ ضرور لیں گے، اس طرح ہر دور، ہر عہد، ہر ملک ومعاشرے کے یزید و حسین ممتاز کئے جائیں گے، آج بھی پورے عالم اسلام میں ایک معرکہ کرب وبلا جاری ہے، حسین اور یزید وشمر دونوں سٹیج پر موجود ہیں، اوراپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

آخر میں ایک نظم کا مقطع، جو عراق پر ''وڈّے'' چوہدری کی چڑھائی کے پسِ منظر میں کہی گئی۔

حسین! یزیدی لشکر پھر رواں ہیں سوئے کربلا
صد حیف گر میدان میں کوئی فاطمی شہسوار نہیں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین

مفتی محمد یونس

وضو کے فضائل واحکام

وضو کے فضائل سے متعلق چند مزید احادیث ملاحظہ ہوں:

حضرت نعیم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ

أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتَّى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ، ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ رقم الحديث ۳۴. ۲۴۶)

ترجمہ: انہوں نے حضرت ابوہریرہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو دھویا یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتے ہوئے کندھوں تک پہنچ جائیں گے، پھر انہوں نے اپنے پاؤں کو دھویا یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچ گئے پھر کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن چمکدار چہرہ اور روشن ہاتھ پاؤں والے ہو کر آئیں گے وضو کے اثر کی وجہ سے لہٰذا تم میں سے جو اس چمک اور روشنی کو لمبا کرسکتا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ (ایسا) کرلے (بخاری)

تشریح......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اعضاءِ وضو یعنی چہرہ، بازو اور پاؤں روشن اور چمکدار ہوں گے، اس لئے وضو اہتمام سے کرنا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ، وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ، وَلَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ وَإِنِّي لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ، كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ :نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تَـرِدُونَ عَـلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ بَـابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ رقم الحديث ٣٦ .٢٤٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض مقام ایلہ سے لے کر مقام عدن تک کے فاصلہ سے بھی زیادہ بڑا ہوگا اور اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد ملے دودھ سے زیادہ میٹھا ہوگا اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہوں گے اور میں اس حوض سے دوسری امت کے لوگوں کو اس طرح روکوں گا جس طرح کوئی آدمی اپنے حوض سے (دوسرے) لوگوں کے اونٹوں کو (پانی پینے سے) روکتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ اس دن ہمیں پہچان لیں گے فرمایا ہاں تمہارے لئے ایسا نشان ہوگا جو باقی امتوں میں سے کسی کے لئے نہ ہوگا تم میرے سامنے اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر کی وجہ سے (تمہارے چہرے، ہاتھ اور پاؤں) روشن اور چمکدار ہوں گے (مسلم)

تشریح...... ''ایلہ'' ایک شہر کا نام ہے، جو ملکِ شام کا ایک ساحلی علاقہ تھا، اور آجکل اسرائیل کی جنوبی حدود میں واقع ہے، اور اس کی ایک بندرگاہ ہے، اس کا موجودہ نام ''ایلات'' ہے، یہ شہر بحراحمر (جس کو بحیرۂ قلزم اور انگریزی میں ''Red Sea'' کہتے ہیں) کے شمالی سِرے پر واقع ہے، اور عدن، بحراحمر (Res Sea) کے جنوبی سرے پر واقع ایک مشہور جزیرہ نما کا نام ہے، جو کبھی یمن کا ایک شہر اور اس کی بندرگاہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ ایلہ (نامی شہر) اور عدن (نامی شہر) کے درمیان جتنا فاصلہ ہے، اس سے زیادہ فاصلہ میرے حوض کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کا ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وضو کی برکت سے وضو کرنے والوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے، اور اسی چمک و روشنی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو دوسرے لوگوں سے الگ پہچان کر، اپنے حوضِ کوثر پر آنے دیں گے، لہٰذا وضو اہتمام سے اور سنت کے مطابق کرنا چاہئے، تاکہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے امتی ہونے کی حیثیت سے پہچان لیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :تَرِدُ عَلَيَّ أُمَّتِي

Idara Ghufran

الْحَوْضَ، وَأَنَا أَذُودُ النَّاسَ عَنْهُ، كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ " :نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ، وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصِلُونَ، فَأَقُولُ :يَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي .فَيُجِيبُنِي مَلَكٌ، فَيَقُولُ :وَهَلْ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ؟ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ رقم الحديث ۳۷ .۲۴۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے لوگ میرے پاس حوض پر آئیں گے اور میں اس سے لوگوں کو اس طرح دور کروں گے جس طرح کوئی آدمی دوسرے آدمی کے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے دور کرتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ فرمایا کہ ہاں تمہارے لئے ایک ایسی علامت ونشانی ہوگی جو تمہارے علاوہ کسی کے لئے نہ ہوگی تم جس وقت میرے پاس آؤ گے تو وضو کے آثار کی وجہ سے تمہارے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمکدار اور روشن ہوں گے اور تم میں سے ایک جماعت کو میرے پاس آنے سے روکا جائے گا پس وہ (مجھ تک) نہ پہنچ سکیں گے تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ میرے ساتھیوں میں سے ہیں، ایک فرشتہ مجھ سے کہے گا کہ آپ کو کیا معلوم کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں کیا کیا نئی باتیں (یعنی بدعات) نکال لی تھیں (مسلم)

تشریح...... اس حدیث سے ایک اضافی بات یہ معلوم ہوئی کہ دین میں نئی باتیں یعنی بدعات ایجاد کرنے والے امتیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوضِ کوثر پر جانے سے روک دیا جائے گا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَذُودُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ قَالُوا :يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ :نَعَمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُم (رَوَاهُ مُسْلِمٌ بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ رقم الحديث ۳۸ .۲۴۸)

Idara Ghufran

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا حوض مقام ایلہ سے لے کر مقام عدن تک کے فاصلہ سے بھی زیادہ بڑا ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اس حوض سے لوگوں کو اس طرح دور کروں گا جس طرح کوئی آدمی اجنبی اونٹوں کو اپنے حوض سے دور کرتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اور آپ ہمیں پہچانتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں: تم میرے پاس چمک دار روشن چہرے اور ہاتھ پاؤں والے ہو کر آؤ گے وضو کے آثار کی وجہ سے اور یہ علامت تمہارے علاوہ کسی میں نہ ہوگی (مسلم)

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبُرَةَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا: أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: أَنْتُمْ أَصْحَابِی وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَیْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟ قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ " :فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِی كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِی الْوُضُوءِ رقم الحديث ۳۹. ۲۴۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے اور فرمایا سلامتی ہو تم پر مومنوں کے گھر، ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے دینی بھائیوں کو دیکھیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک نہیں

Idara Ghufran

آئے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلاتم دیکھو اگر کسی شخص کی سفید پیشانی والے سفید پاؤں والے گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو ان میں سے پہچان نہ لے گا صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ جب آئیں گے تو وضو کے اثر کی وجہ سے ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمکدار اور روشن ہوں گے اور میں ان سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا اور سنو بعض لوگ میرے حوض سے اس طرح دور کئے جائیں گے جس طرح بھٹکا ہوا اونٹ دور کر دیا جاتا ہے میں ان کو پکاروں گا ادھر آؤ تو حکم ہوگا کہ انہوں نے آپ کے (وصال کے) بعد دین کو بدل دیا تھا تب میں کہوں گا دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ (مسلم)

تشریح……اس حدیث سے ایک اضافی بات یہ معلوم ہوئی کہ دین کو بدلنے والے یعنی بدعات ایجاد کرنے والے، جن لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسِ حوضِ کوثر پر آنے سے روکا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان کو ''سُحُقًا، سُحُقًا'' یعنی دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ، فرمائیں گے، جس سے بدعات کی قباحت و مذمت اچھی طرح سے واضح ہو جاتی ہے۔ واللہ الموفق۔

Idara Ghufran

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ رجب: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ رجب ۶۰۳ھ: میں حضرت ابوجعفر محمد بن احمد بن نصر بن ابوالفتح حسین بن محمد بن خالویہ اصبہانی صیدلانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۳۱)

□......ماہِ رجب ۶۰۵ھ: میں ابوالقاسم عبدالملک بن عیسیٰ بن درباس بن فیر بن جہم بن عبدوس مارانی کردی شافعی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۷۵)

□......ماہِ رجب ۶۰۷ھ: میں نورالدین ارسلان شاہ بن عزالدین مسعود بن مودود بن اتابک زنگی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۹۶)

□......ماہِ رجب ۶۱۰ھ: میں حضرت ابوالفضل احمد بن محمد بن حسن بن ہبۃ اللہ دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۷)

□......ماہِ رجب ۶۱۱ھ: میں حضرت ابوالقاسم احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابوالمطرف بن سعید بن جرج قرطبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۰)

□......ماہِ رجب ۶۱۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یوسف انصاری غرناطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۶۱)

□......ماہِ رجب ۶۱۳ھ: میں حضرت ابوحامد محمد بن ابراہیم بن ابوالفضل سہلی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۶۳)

□......ماہِ رجب ۶۱۶ھ: میں حضرت جلال الدین ابومحمد عبداللہ بن نجم بن شاس بن نزار بن عشائر بن شاس جذامی سعدی مصری مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۹۹)

□......ماہِ رجب ۶۱۹ھ: میں حضرت تقی الدین ابوطاہر اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن بن ابوبکر بن ہبۃ اللہ انصاری مصری شافعی ابن الانماطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۱۷۴، طبقات الحفاظ للسیوطی، ج ۱ ص ۴۹۷)

□......ماہِ رجب ۶۲۸ھ: میں حضرت ابونصر احمد بن حسین بن شیخ ابی محمد عبداللہ بن ابونصر احمد بن ہبۃ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اللہ بن ابوالحسین محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن حسون نرسی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ ۵
(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۰۸)

□......ماہِ رجب ۶۲۹ھ: میں حضرت ابوحفص عمر بن کرم بن علی بن عمر دینوری بغدادی حمامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۲۶)

□......ماہِ رجب ۶۳۲ھ: میں حضرت ابوصادق حسن بن یحییٰ بن صباح بن حسین بن علی مخزومی مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۷۳)

□......ماہِ رجب ۶۳۵ھ: میں حضرت ابوالمفضل مکرم بن محمد بن حمزہ بن محمد بن احمد قرشی دمشقی سفار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۳۵)

□......ماہِ رجب ۶۳۶ھ: میں حضرت ابوالمعالی اسعد بن مسلم بن مکی بن علان قیسی دمشقی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۶۲)

□......ماہِ رجب ۶۳۷ھ: میں اسدالدین ابوحارث شیرکوہ بن ناصرالدین محمد کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۴۰)

□......ماہِ رجب ۶۴۰ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن مبن برکات بن ابراہیم بن طاہر خشوعی دمشقی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۱۰۳)

□......ماہِ رجب ۶۴۲ھ: میں حضرت ابوہاشم عمر بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن حسن شافعی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۱۱۵)

□......ماہِ رجب ۶۴۳ھ: میں حضرت امین الدین ابوالفضل عبدالمحسن بن حمود بن محسن بن علی تنوخی حلبی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۱۶)

□......ماہِ رجب ۶۴۵ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن ابی حرمی فتوح بن بنین مکی کاتب عطار کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۷۰)

□......ماہِ رجب ۶۴۷ھ: میں حضرت ابویعقوب یوسف بن محمود بن محمد بن حسین بن حسن بن احمد ساوی دمشقی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۳۴)

□......ماہِ رجب ۶۴۹ھ: میں حضرت ابونصر اعز بن فضائل بن ابی نصر بن عباسوہ بغدادی بابصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۳۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار — امام شافعی رحمہ اللہ (قسط۳) — مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی کا مدینہ سے یمن اور پھر بغداد میں قیام

امام شافعی والیِ یمن کی ماتحتی میں

سنہ ۱۷۹ھ میں جب تک امام مالک رحمہ اللہ حیات رہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے اُن سے خوب استفادہ کیا، پھر جب سنہ ۱۷۹ھ میں امام شافعی رحمہ اللہ کی عمر انتیس سال ہوئی، تو امام مالک رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کو مدینہ میں امام مالک رحمہ اللہ کی صحبت اور علمی فیض حاصل کرنے سے خوب شہرت حاصل ہوچکی تھی، پھر جب امام شافعی رحمہ اللہ مدینہ سے مکہ واپس تشریف لائے، تو اسی زمانہ میں یمن کا امیر مکہ مکرمہ آیا، امام صاحب کے بقول کچھ قریشی رہنما لوگوں نے یمن کے امیر سے میری لیاقت اور سمجھ داری کا تذکرہ کیا، تاکہ یمن کا امیر مجھے اپنے ساتھ یمن لے جائے، مگر میری والدہ کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ مجھے تیار کر کے یمن بھیج سکے۔

چنانچہ میں نے مجبور ہوکر والدہ کی ایک چادر سولہ دینار میں رہن رکھ کر سامانِ سفر حاصل کیا۔

یمن پہنچ کر امیر نے مجھے ایک جگہ کا عامل اور ذمہ دار بنا دیا، میں نے قابلِ تعریف خدمات انجام دیں، امیر نے مجھے ترقی دے کر مجھ پر مزید ذمہ داریاں ڈالیں، میں نے اُن میں بھی خراجِ تحسین حاصل کیا،

اسی دوران یمن سے عمرہ کرنے والوں کا وفد رجب میں مکہ آیا، انہوں نے مکہ میں میرا تذکرہ اچھے انداز میں کیا، جس کی وجہ سے یمن میں میری اچھی کارکردگی کے تذکرے مکہ میں بھی ہونے لگے۔

پھر جب میں یمن سے واپس مکہ آیا، تو میری ملاقات ابنِ ابی یحیٰی سے ہوئی، میں نے انہیں سلام کیا، تو انہوں نے مجھے خوب ڈانٹا اور فرمایا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ ہماری مجلس میں بیٹھتے ہو، پھر جب تم میں سے کسی کو کوئی کام مل جاتا ہے تو وہ اسی کام میں لگ جاتا ہے، انہوں نے اس طرح کی اور باتیں بھی کیں، میں ابنِ ابی یحیٰی کے پاس سے چلا آیا، پھر میں سفیان بن عیینہ کے پاس آیا، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مجھے خوش آمدید کہا، اور فرمایا کہ ہمیں آپ کے یمن میں امیر ہونے کی اطلاع مل گئی تھی، لیکن آپ نے وہاں رہ کر اپنی وہ ذمہ داری ادا نہیں کی، جو اللہ نے آپ پر لازم کی تھی (یعنی دین کے علم کی نشر واشاعت) لہٰذا آئندہ ایسا نہ کرنا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر سفیان بن عیینہ کی نصیحت کا ابنِ ابی یحییٰ کی باتوں کے مقابلہ میں بہت اچھا اثر ہوا۔

اس کے بعد امام شافعی نے اپنے عراق جانے اور امام محمد بن حسن شیبانی سے ملاقات ہونے کے تفصیلی حالات بھی ذکر کیے (جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۴۱۳) [1]

امام شافعی، امام محمد رحمہ اللہ کی مجلس میں

امام مالک رحمہ اللہ کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ کے جلیلُ القدر شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی سے خوب استفادہ کیا، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ امام محمد کی مجلس میں حاضر ہونے لگے، امام شافعی نے امام محمد سے علمی استفادے کے زمانے میں بھی اپنی کتابیں تصنیف فرمائیں، امام شافعی کے اس وقت کے اقوال اُن کے قولِ قدیم کہلاتے ہیں، اور یہی کتابِ زعفرانی بھی کہلاتی ہے۔ [2]

---

[1] سمعت الحميدى يقول :قال محمد بن إدريس الشافعي رحمه الله، "كنت يتيما فى حجر أمى فدفعتنى فى الكتاب، ولم يكن عندها ما تعطى المعلم، فكان المعلم قد رضى منى أن أخلفه إذا قام، فلما ختمت القرآن دخلت المسجد فكنت أجالس العلماء ، وكنت أسمع الحديث أو المسألة فأحفظها، ولم يكن عند أمى ما تعطينى أن أشترى به قراطيس قط، فكنت إذا رأيت عظما يلوح آخذه فأكتب فيه، فإذا امتلأ طرحته فى جرة كانت لنا قديما، قال :ثم قدم وال على اليمن فكلمه لى بعض القرشيين أن أصحبه ولم يكن عند أمى ما تعطينى أتحمل به، فرهنت دارها بستة عشر دينارا فأعطتنى فتحملت بها معه، فلما قدمنا اليمن استعملنى على عمل فحمدت فيه، فزادنى عملا فحمدت فيه، فزادنى عملا وقدم العمار مكة فى رجب فأثنوا على، فطار لى بذلك ذكر، فقدمت من اليمن فلقيت ابن أبى يحيى فسلمت عليه فوبخنى وقال :تجالسونا وتصنعون وتصنعون، فإذا شرع لأحدكم شيء دخل فيه، أو نحو هذا من الكلام، قال :فتركته ثم لقيت سفيان بن عيينة فسلمت عليه فرحب بى، وقال :قد بلغتنا ولايتك، فما أحسن ما انتشر عنك وما أديت كل الذى لله عليك، فلا تعد، قال :فكانت موعظة سفيان إياى أبلغ مما صنع بى ابن أبى يحيى. وذكر خبرا طويلا فى دخوله العراق وملازمته محمد بن الحسن ومناظرته له (جامع بيان العلم وفضله، ص ۴۱۳)

[2] فترك الشافعى ما كان فيه، وسمع الموطأ من مالك، وسرّ به مالك .ثم سار الشافعى إلى العراق، فلزم محمد بن الحسن وناظره على مذهب أهل المدينة .وكتب كتبه ورتب هناك قوله القديم، وهو كتاب الزعفرانى (ترتيب المدارك وتقريب المسالك، لابى الفضل القاضى عياض، متوفى ۵۴۴هجرى، ج۳، ص ۱۷۶، وص ۱۷۷، وص ۱۷۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

امام شافعی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ کی کئی موقعوں پر تعریف فرمائی۔

چنانچہ فرمایا کہ میں نے محمد بن حسن کے علاوہ کوئی ایسا زبان کا فصیح آدمی نہیں دیکھا کہ جس کے قرآن پڑھتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہو کہ قرآن اس کی زبان میں اُترا ہے، چنانچہ جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے تھے تو ایسے نظر آتا تھا کہ آپ کی زبان میں ہی قرآن اُترا ہے۔

اور امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا گیا ہے کہ میں نے حلال وحرام اور ناسخ اور منسوخ کا محمد بن حسن سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

اور امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ میں امام مالک اور محمد بن حسن کے اپنے استاد ہونے کا اعتراف کرتا ہوں۔

اور فرمایا کہ اگر لوگ فقہاء کی درجہ بندی کریں، تو وہ جان لیں گے کہ محمد بن حسن جیسا کوئی فقیہ نہیں، میں نے محمد بن حسن سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا، آپ بہت اچھے فقیہ تھے۔

ابوعبید سے روایت ہے کہ میں امام محمد بن حسن کی خدمت میں آیا، وہاں میں نے امام شافعی کو اُن سے کچھ مسئلہ معلوم کرتے ہوئے دیکھا، امام محمد نے بہت اچھا جواب دیا، تو امام شافعی نے کوئی چیز لے کر اس پر وہ جواب لکھ لیا، جب امام محمد نے آپ کو لکھتے ہوئے دیکھا، تو انہیں سو درہم ہدیہ دیے، اور فرمایا کہ اگر علم حاصل کرنا چاہتے ہو، تو یہیں ٹھہر جاؤ، چنانچہ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے محمد بن حسن سے ایک اونٹ کے برابر علم حاصل کر کے لکھا ہے، اور اگر آپ نہ ہوتے تو علم میں میری زبان نہ کُھلتی، فقہ میں سب لوگ اہلِ عراق کے عیال ہیں، اور اہلِ عراق، اہلِ کوفہ کے عیال ہیں، اور اہلِ کوفہ سب کے سب امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے جس عالم سے بھی کوئی علمی سوال کیا، تو اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے، لیکن محمد بن حسن کے چہرے پر کبھی ناگواری ظاہر نہ ہوئی (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری، ص ۱۲۸ وص ۱۲۹) [1]

---

[1] أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد ابْن دَاوُد بن مُوسَى قَالَ سَمِعت حَرْمَلَة قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا رَأَيْت أحدا قطّ إِذا تكلم رَأَيْت الْقُرْآن نزل بلغته إِلَّا مُحَمَّد بن الْحسن فَأَنَّهُ كَانَ إِذا تكلم رَأَيْت الْقُرْآن نزل بلغته وَلَقَد كتبت عَنهُ حمل بعير ذَلِك وَإِنَّمَا قلت ذكر لِأَنَّهُ بَلغنِي أَنه يحمل أَكثر مِمَّا تحمل الْأُنْثَى.

أخبرنَا عمر قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ سَمِعت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ابوعبید سے ہی روایت ہے کہ میں نے امام شافعی کو امام محمد بن حسن کے پاس دیکھا، امام محمد نے آپ کو پچاس دینار عطا کیے، اور اس سے پہلے بھی پچاس دینا دے چکے تھے، اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر آپ کا علم حاصل کرنے کا ارادہ ہو تو یہیں ٹھہر جاؤ۔

اور امام محمد، امام شافعی سے فرمایا کرتے تھے کہ پریشان نہ ہونا، اور میرا ہدیہ لینے میں حیاء نہ کرنا، امام شافعی نے جواب دیا کہ اگر مجھے آپ کا ہدیہ لینے میں حیاء مانع ہوتی، تو میں آپ کا ہدیہ قبول ہی نہ کرتا (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۱۴) ؎ (جاری ہے......)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ إِدْرِيس بن يُوسُف القراطيسي وَكَانَ من جلة أَصْحَاب الشَّافِعِي قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا رَأَيْت رجلا أعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من مُحَمَّد بن الْحسن.

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن الْمُغلس قَالَ ثَنَا أَبُو عبيد قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول إِنِّي لأعرف الأستاذية عَليّ لمَالِك ثمَّ لمُحَمد بن الْحسن قَالَ أَبُو عبيد مَا رَأَيْت أحدا أعلم بِكِتَاب الله من مُحَمَّد بن الْحسن. أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا أَبُو عبيد قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول لَو أنصف النَّاس الْفُقَهَاء لعلموا أَنهم لم يرَوا مثل مُحَمَّد بن الْحسن مَا جالست فَقِيها قطّ أفقه مِنْهُ وَلَا فتق لساني بالفقه مثله لقد كَانَ يحسن من الْفِقْه وأسبابه شَيْئا يعجز عَنهُ الأكابر.

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ سَمِعت أَبَا عبيد يَقُول قدمت على مُحَمَّد بن الْحسن فَرَأَيْت الشَّافِعِي عِنْده فَسَأَلَهُ عَن شَيْء فَأَجَابَهُ فَاسْتحْسن الْجَواب وَأخذ شَيْئا وَكتب فِيهِ فرَآهُ مُحَمَّد بن الْحسن فوهب لَهُ مائَة دِرْهَم وَقَالَ لَهُ الزم إِن كنت تشْتَهي الْعلم فَسمِعت الشَّافِعِي يَقُول لقد كتبت عَن مُحَمَّد بن الْحسن وقر بعير ذكر ولولاه مَا فتق لي من الْعلم مَا انفتق فَالنَّاس كلهم فِي الْفِقْه عِيَال على أهل الْعرَاق وَأهل الْعرَاق عِيَال على أهل الْكُوفَة وَأهل الْكُوفَة كلهم عِيَال على أبي حنيفَة.

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ سَمِعت الْمُزنِيّ يَقُول لرجل من جالست قَالَ أَصْحَاب مُحَمَّد بن الْحسن قَالَ كَانُوا وَالله يملاون الآذان إِذا تكلمُوا ويفتحون للفقهاء مَا ينغلق عَلَيْهِم إِذا غفلوا فَنظر إِلَيْهِ أَصْحَابه فَقَالَ وَالله مَا أَنا قلته من قبل نَفسِي حَتَّى سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا هُوَ أَكثر مِنْهُ

أخبرنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا الْحُسَيْن بن الْقَاسِم بن الفلاس قَالَ ثَنَا الْمُزنِيّ قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا رَأَيْت أفْصح من مُحَمَّد بن الْحسن كنت إِذا سمعته يقْرَأ كَأَن الْقُرْآن نزل بلغته.

حَدثنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد بن حَمَّاد بن سُفْيَان عَن الرّبيع بن سُلَيْمَان قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا سَأَلت أحدا عَن مَسْأَلَة إِلَّا تبين لي تغير وَجهه إِلَّا مُحَمَّد بن الْحسن (أخبار أبي حنيفة وأصحابه للصَّيْمَري، ص ۱۲۸ وص ۱۲۹)

؎ حدثنا أبو عبيد، قال: رأيت الشافعي عند محمد بن الحسن، وقد دفع إليه خمسين دينارا، وقد كان قبل ذلک دفع إليه خمسين درهما، وقال :إن اشتهيت العلم، فالزم. قال أبو عبيد :فسمعت الشافعي يقول: كتبت عن محمد وقر بعير، ولما أعطاه محمد، قال له: لا تحتشم. قال :لو كنت عندي ممن أحشمک، ما قبلت برک (سير اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۱۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تذکرۂ اولیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط ۳) مولانا محمد ناصر

اسلام سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقام

اسلام سے پہلے عربوں میں کوئی بادشاہ نہیں ہوتا تھا، البتہ عربوں میں قریش سب سے ممتاز تھے، اور سردار بھی اکثر قریش سے تعلق رکھنے والے ہی ہوتے تھے، اس لئے قریش قبیلہ کی مختلف شاخوں نے مختلف خدمات اپنے ذمہ لے رکھی تھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انہی قریشی سرداروں میں شمار ہوتے تھے، اور آپ درست رائے رکھنے والے، بُردبار، عقل وفہم میں کامل مشہور تھے۔

اس وجہ سے اس دور میں بھی لوگ آپ سے محبت اور اُلفت رکھتے تھے، اور ''اُشناق'' کی خدمت بھی آپ کے ذمہ ہی تھی، ''اُشناق'' دیت اور خون بہا وصول کرنے کی ذمہ داری تھی، یعنی اگر کوئی قتل کا واقعہ ہوجاتا، تو قاتل سے دیت یا خون بہا لینے کے معاملہ کا فیصلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کرتے تھے، اگر آپ قاتل کی طرف سے ضامن ہوجاتے، تو اس کا اعتبار کیا جاتا تھا، لیکن آپ کے علاوہ اس سلسلہ میں کسی اور کی ضمانت قبول نہیں کی جاتی تھی۔ [۱]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فطرت شروع سے ہی سلیم تھی، آپ کو اسلام سے پہلے سے ہی شراب نوشی سے نفرت تھی، آپ شعر گوئی کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے، اس کی بظاہر یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ شعر گوئی میں خلافِ حقیقت مضامین بیان ہوتے ہیں، جو آپ کے مقام اور منصب اور آپ کو ملنے والے صدیق کے لقب کے خلاف تھا، اور شراب نوشی تو بُرائیوں کی جڑ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زمانۂ جاہلیت میں بھی ان غلط کاریوں اور فضولیات وخرافات سے حفاظت فرمائی۔

چنانچہ امام ابوداؤد نے صحیح سند والی روایت کے ذیل میں فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے جاہلیت میں ہی شراب نوشی چھوڑ دی تھی۔ [۲]

---

[۱] كان أبو بكر رضى الله عنه من رؤساء قريش فى الجاهلية، محببا فيهم، مألفا لهم، وكان إليه الأشناق فى الجاهلية، والأشناق :الديات .كان إذا حمل شيئا صدقته قريش وأمضوا حمالته وحمالة من قام معه، وإن احتملها غيره خذلوه ولم يصدقوه (اسد الغابة، ج۳، ص ۲۰۶، تحت رقم الترجمة ۳۰۶۴)

[۲] قال ابوداوٗد: عثمانُ وأبو بكر رضِىَ الله عنهما تركا الخمرَ فى الجاهليةِ (سنن ابى داوٗد، تحت رقم الحديث ۴۵۰۲، بابُ الأمامِ يأمرُ بالعفو فى الدمِ)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور ابونعیم نے جید سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں بھی اپنے نفس پر شراب کو حرام فرمایا ہوا تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے جاہلیت میں کبھی شراب پی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں اپنی عزت اور وقار بچانے کے لئے ہمیشہ اس سے دُور ہی رہا، اس لئے کہ شراب پینے والے کی عزت اور وقار محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اور ابنِ عساکر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں اور اسلام لانے کے بعد، کبھی شعر نہیں کہا۔ [۱]

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے بھی خلافِ حقیقت گفتگو سے پرہیز فرماتے رہے، اور اس کے لئے بالخصوص شعرگوئی سے اجتناب کرتے رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر کی دوستی

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوستی بہت پُرانی تھی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے بھی احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، چنانچہ میمون بن مہران کے بقول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بحیرا راہب کے واقعہ کے بعد سے ہی ایمان لے آئے تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوستی، آپ کو نبوت ملنے سے پہلے بھی تھی۔ [۲]

---

[۱] أخرج ابن عساكر بسند صحيح عن عائشة -رضى الله عنها -قالت :والله ما قال أبو بكر شعرًا قط فى جاهلية ولا إسلام، ولقد ترك هو وعثمان شرب الخمر فى الجاهلية .وأخرج أبو نعيم بسند جيد عنها، قالت :لقد حرّم أبو بكر الخمر على نفسه فى الجاهلية .وأخرج ابن عساكر عن عبد الله بن الزبير قال :ما قال أبو بكر شعرًا قط.وأخرج ابن عساكر عن أبى العالية الرياحىّ، قال :قيل لأبى بكر الصديق فى مجمع من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم :هل شربت الخمر فى الجاهلية؟ فقال :أعوذ بالله، فقيل :ولِمَ؟ قال :كنت أصون عرضى، وأحفظ مروء تى، فإن من شرب الخمر كان مضيعًا فى عرضه ومروء ته، قال :فبلغ ذلك رسول الله -عليه الصلاة والسلام -فقال" :صدق أبو بكر، صدق أبو بكر "مرتين، مرسل غريب سندًا ومتنًا (تاريخ الخلفاء للسيوطى، ص ۲۹، فصل: كان أبو بكر رضى الله عنه أعف الناس فى الجاهلية)

[۲] حدثنى فرات بن السائب، قال: سألت ميمون بن مهران قلت :على أفضل عندك أم أبو بكر وعمر؟ قال :فارتعد حتى سقطت عصاه من يده، ثم قال " :ما كنت أظن أن أبقى إلى زمان يعدل بهما، ذرهما، كانا رأسى الإسلام، ورأسى الجماعة .فقلت :فأبو بكر كان أول إسلاما أم على؟ قال :والله لقد آمن أبو بكر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد یہ دوستی اور تعلق انتہائی گہرا ہوگیا۔

چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ " :لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، طَرَفَيِ النَّهَارِ :بُكْرَةً وَعَشِيَّةً (بخاری، رقم الحدیث ۴۷۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا، اپنے ماں باپ کو دین کی پیروی کرتے ہوئے ہی دیکھا، اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں وقت صبح اور شام ہمارے پاس نہ آتے ہوں (بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی تحسین بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أن النبى صلى الله عليه وسلم قال ما دعوت أحدا إلى الإسلام إلا كان له فيه مرجوع وتردد إلا أبا بكر فإنه حين كلمته بالإسلام ما عَتَّم أن أسلم (الابانة الكبرىٰ لابن بطة، رقم الحديث ١٠٠، باب ذكر تصديق أبى بكر رضى الله عنه للنبى صلى الله عليه وسلم وأن أبا بكر أول من أسلم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اسلام کی طرف جس کسی کو بھی دعوت دی، تو اسے اسلام قبول کرنے میں تردُّد ہوا، مگر ابوبکر کے سامنے جب میں نے اسلام پیش کیا، تو انہیں اسلام قبول کرنے میں کوئی تردُّد نہیں ہوا (ابانۃ الکبریٰ)

اس طرح کا مضمون امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصین کی سند سے نقل کیا ہے، جنہیں محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے (دلائل النبوۃ، ج۲، ص۱۶۴، وحاشیہ مسند احمد للارنؤوط، تحت رقم الحدیث ۱۴۶۱)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بالنبى صلى الله عليه وسلم زمن بحيرا الراهب حين مر به (حلية الاولياء، ج۴، ص ۹۲، تحت ترجمة ميمون بن مهران، السنة لابى بكر بن الخلال، رقم الرواية ۳۸۳، الابانة الكبرىٰ لابن بطة، رقم الرواية ۱۱۱)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

حضرت علی رضی اللہ عنہ

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کے چھوٹے بیٹے تھے، اس طرح حضرت علی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے، اس لئے شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ آمنہ نے پالا، لیکن حضرت آمنہ بھی جلدی ہی فوت ہوگئیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے دادا عبدالمطلب نے پالا، حضرت عبدالمطلب بھی جلدی ہی فوت ہوگئے، اس کے بعد پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہونے تک اپنے چچا حضرت ابوطالب کے پاس ہی رہے، حضرت ابوطالب، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے چچا حضرت ابوطالب کا بہت ادب کرتے تھے، اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب چالیس سال ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت دی، تو سارے عرب کے لوگ، بلکہ آپ کے دوسرے قریبی رشتہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہوگئے، لیکن حضرت ابوطالب اس وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، اور آپ کو عرب کے لوگوں کی تکلیفوں سے بچاتے رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ، انہی ابوطالب کے بیٹے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بہت چھوٹے تھے، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہوئے ہی جوان ہوئے، اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی تربیت کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت زیادہ آتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سفر پر جاتے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ سفر کرتے، اس طرح حضرت علی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری عادتوں اور باتوں سے واقف ہوگئے تھے، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت علی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے بہت محبت فرماتے تھے۔

عرب کے لوگوں میں اس وقت بہت زیادہ بُرائیاں تھیں، وہ چوریاں کرتے تھے، شرابیں پیتے تھے، لڑائیاں جھگڑے کرنا ان کی عام عادت تھی، جو کمزور ہوتا، اس پر اور زیادہ ظلم کرتے تھے، اور جو ظالم ہوتا تھے، لوگ اس کا ساتھ دیتے تھے۔

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ، ان تمام بُرائیوں سے بچے ہوئے تھے، اور حضرت علی میں بچپن سے ہی اچھی عادتیں پیدا ہوگئی تھیں، کیونکہ حضرت علی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔

بچو! اسی وجہ سے بڑے لوگ کہتے ہیں کہ اچھے لوگوں کے ساتھ رہنا چاہیے، اچھے لوگوں کے ساتھ رہنے سے اچھی عادتیں پیدا ہوتی ہیں، اور بُرے لوگوں کے ساتھ رہنے سے بُری عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔

پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی طرف بُلانا شروع کیا، تو بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، بھی لوگوں کو اسلام کی طرف بُلانے لگے۔

مکہ کے مشرک شروع سے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے دشمن تھے، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی تبلیغ کرنے سے روکتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہوگیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو چاروں طرف سے مشرکوں نے گھیر رکھا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے مدینہ ہجرت کرنے کا حکم ہوگیا ہے، اس لئے آپ اِدھر میرے بستر پر لیٹ جاؤ، میرے پاس جو لوگوں کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں، وہ صبح کو لوگوں کو واپس کر کے مدینہ آجانا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈر اور خوف کیے بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کی آنکھوں میں مٹی ڈالتے ہوئے اپنے گھر سے باہر نکل گئے، جب مشرک لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر حملہ کیا، تو آپ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لیٹا ہوا دیکھ کر انہیں بہت حیرت ہوئی، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مشکل اور جان کے خطرے کے وقت میں بھی مطمئن رہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بزمِ خواتین

مولانا طلحہ مدثر

⌘ ماں کی گوداولاد کی پہلی تربیت گاہ

معزز خواتین! انسان کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اس کے تمام اعمال کا سلسلہ اس کے لئے ختم کر دیا جاتا ہے، سوائے تین اعمال کے نمبر ا صدقہ جاری، نمبر ۲ علم نافع، نمبر ۳ نیک اولاد۔ یہ تین اعمال ایسے ہیں کہ انسان کی وفات کے بعد بھی ان کا ثواب انسان کے نامہ اعمال میں جاری رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ :إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ (مسلم، رقم الحديث ۱۶۳۱ "۱۴"، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جب انسان کی وفات ہو جاتی ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع وختم ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے ایک صدقہ جاریہ، دوسرا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو اور تیسرا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے (ترجمہ ختم)

مذکورہ حدیث میں نیک اولاد کا بھی ذکر ہے جس سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد کے اچھے اعمال اور دعا سے فوت شدہ شخص کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اولاد والدین کی وفات کے بعد مستقل طور پر نیک اعمال اور خیر کے کام تبھی کرے گی جب اس کی بچپن میں اچھی اور شریعت کے مطابق تربیت کی جائے ورنہ والدین کی وفات کے بعد جذبات کی وجہ سے کچھ عرصہ تک نیک اعمال کریگی اور پھر ترک کر دے گی، مستقل طور پر اس کو جاری نہیں رکھ سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اولاد کی تربیت کی بہت اہمیت ہے ایک حدیث شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ (سنن ترمذی باب ماجاء فی ادب الولد رقم الحديث ۱۹۵۱) [1]

[1] قال الترمذی هذا حديث غريب وناصح هو ابن العلاء كوفی ليس عند اهل الحديث بالقوی ولا يعرف هذا الحديث الا من هذا الوجه.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''آدمی اگر اپنے بچے کو ادب سکھائے یہ اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

اس حدیث شریف سے اولاد کی تربیت کی اہمیت معلوم ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (سورۃ تحریم آیت ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ مومنوں کو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچانے کا حکم فرما رہے ہیں اور اچھی تربیت جنت میں داخلے کا سبب اور آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ اس آیت شریفہ میں یہ حکم سب مومنوں کو یکساں طور پر کیا جا رہا ہے جس سے کوئی مومن مستثنیٰ نہیں ہے خواہ وہ دنیا کے کاموں میں مصروف ہو یا دین کے کاموں میں، لہٰذا کوئی ڈاکٹر، پروفیسر، انجینئر، عالم، مفتی اپنی دینی یا دنیاوی مصروفیات کو اپنے بچوں کی تربیت سے لاپرواہی کا عذر نہیں بنا سکتا۔

معزز خواتین! اولاد جو بھی اچھے یا برے اعمال و اخلاق سیکھتی ہے وہ اپنے والدین اور آس پاس کے افراد کو دیکھ کر سیکھتی ہے، بچپن میں اولاد کی مثال ایک سادہ اور صاف کاغذ کی طرح ہوتی ہے اس پر ہم جو بھی اچھی یا بری تحریر لکھ دیں وہ اس پر نقش ہو جاتی ہے اور پھر وہ کاغذ ہماری تحریر کی ترجمانی کرتا ہے اسی طرح اولاد بھی والدین کی تربیت کی ترجمانی و عکاسی کرتی ہے۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ البَهِيمَةِ تُنْتَجُ البَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ (صحیح بخاری باب ماقیل فی اولاد المشرکین رقم الحدیث ۱۳۸۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ جانور، جانور کو جنم دیتا ہے کیا تم اس میں کوئی مقطوع الاعضاء (یا ناقص عضو والا) دیکھتے ہو (ترجمہ ختم)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بچہ کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے اور وہ اچھے یا برے اخلاق و عادات

Idara Ghufran

اپنے والدین یا پھر آس پاس کے ماحول سے سیکھتا ہے۔ اگر بچپن میں اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس کا مزاج شریعت کے مطابق بنایا جائے تو وہ دنیا میں بھی والدین کے لئے باعث رحمت اور فرحت ہوتا ہے اور موت کے بعد برزخ اور آخرت کی زندگی میں بھی جیسا کہ حدیث شریف کے حوالے سے پہلے ذکر ہوا کہ اولاد کی عبادت کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اس کے برعکس اگر اولاد کی صحیح تربیت نہ کی جائے اور اس سے بالکل لاپرواہی برتی جائے تو وہ دنیا میں بھی والدین کے لئے وبال جان بن جاتی ہے اور ان کی ذلت و رسوائی کا سبب بنتی ہی اور آخرت میں بھی۔

آج کل ہمارے معاشرے میں اولاد کی تربیت کے حوالے سے بہت لاپرواہی اور غفلت دیکھنے میں آتی ہے والدین کا اولاد کی تربیت کی طرف بالکل دھیان اور خیال نہیں ہوتا، والدین کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اولاد کیا اعمال کر رہی ہے اور کس ماحول میں وقت گزار رہی ہے۔ اگرچہ اولاد کی تربیت کی ذمہ داری ماں باپ دونوں پر عائد ہوتی ہے لیکن والد اپنی اولاد اور اہل خانہ کے نان نفقہ کی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے دن کا زیادہ حصہ گھر سے باہر ہی گزارتا ہے اور اس کو ہر وقت اولاد کے ساتھ رہنے کا موقعہ نہیں ملتا جبکہ ماں کا سارا وقت گھر میں اولاد کے ساتھ ہی گزرتا ہے، نیز اولاد پر ماں کے مقابلے میں باپ کا رُعب اور خوف زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہ والد کے سامنے ہر کام کھل کر نہیں کرتے اور جس کام کو وہ برا سمجھتے ہیں وہ کام والد کے سامنے کرنے سے پرہیز کرتے ہیں لہٰذا والد کو اولاد کی ہر نقل و حرکت کا علم ہونا دشوار ہے جبکہ ماں سے بے تکلفی ہونے کی وجہ سے اولاد ہر قسم کی شرارتیں ماں کے سامنے کر لیتی ہے، اس اعتبار سے تربیت کی ذمہ داری ماں پر زیادہ عائد ہو جاتی ہے لہٰذا ماں کو اولاد کی خاص طور پر نگرانی رکھنی چاہئے۔

اکثر مائیں اپنی اولاد کی تربیت کرنے کے طریقہ کار میں افراط و تفریط (کمی و زیادتی) کا شکار ہیں۔

کچھ مائیں اولاد کو حد سے زیادہ لاڈ پیار کرتی ہیں اور ہر معاملے میں خواہ اولاد غلطی پر ہی کیوں نہ ہو ان کی بلاوجہ و ناجائز طرفداری اور حمایت کرتی ہیں جس کا اولاد پر بہت بُرا اور خطرناک اثر پڑتا ہے اور اس کے نتیجے میں اولاد کے اندر اپنی غلطی قبول کرنے کی عادت بالکل ختم ہو جاتی ہے اور بڑوں کی عزت اور ان کی بات کی وُقعت اس کے دل سے نکل جاتی ہے، پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ ماں باپ کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیتے ہیں اور کسی قیمت پر بھی اپنی بات کی مخالفت کو برداشت نہیں کر سکتے اور اپنی رائے کی مخالفت کرنے پر بدتمیزی اور لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں، جب ایسا وقت آتا ہے تو یہی مائیں ہر کسی

Idara Ghufran

کے سامنے اولاد کی نافرمانی کا رونا روتی ہیں حالانکہ یہ ساری صورتحال ان کی اپنی کی ہوئی تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے۔اگر اولاد کی غلطی یا شرارت ایسی ہو کہ اس کے لئے تھوڑی بہت سختی، ڈانٹ ڈپٹ یا معمولی مار کی ضرورت ہو تو اولاد کی صحیح تربیت کی خاطر اس پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ کون سی شرارت غلط ہے اور کون سی عادت صحیح اور کونسی غلطی قابل معافی ہے اور کونسا جرم قابل مؤاخذہ ہے۔

اس کے برعکس ،بعض مائیں ایسی ہیں کہ ان کے نزدیک اولاد کی ہر غلطی کا واحد آسان اور سب سے موثر علاج صرف اور صرف مار ہوتا ہے خواہ وہ غلطی قابل معافی اور معمولی ہی کیوں نہ ہو لیکن جب تک وہ اولاد کی پٹائی نہ کرلیں ان کے دل کو تسلی نہیں ہوتی۔معلوم نہیں یہ ان کا اصلاح کرنے کا طریقہ ہوتا ہے یا مارنے کا شوق پورا کرنے کا ایک انداز؟ یہ طرز عمل بھی قابل اصلاح ہے۔اس سے اولاد میں موجود ساری خوبیاں اور صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں یا پھر دب جاتی ہیں جن سے وہ بھرپور طریقے سے فائدہ حاصل نہیں کرپاتے۔ اس طرز عمل کے نتیجے میں کچھ عرصہ بعد اولاد ڈھیٹ ہو جاتی ہے پھر نہ ان کے اوپر مار اثر کرتے ہے اور نہ کوئی وعظ ونصیحت،اور ایسی اولاد اپنے والدین کے بارے میں اس بدگمانی کا شکار ہو جاتی ہے کہ ان کے والدین کو ان سے محبت نہیں۔یادرکھئے! اچھے اور بہتر انداز میں نرم لہجے کے ساتھ جو بات سمجھائی اور بتائی جائے وہ مار سے زیادہ پُراثر ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْخُرْقِ، وَإِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا أَعْطَاهُ الرِّفْقَ، مَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يُحْرَمُونَ الرِّفْقَ إِلَّا قَدْ حُرِمُوا (معجم الكبير للطبرانی ۳۰۶/۲، رقم الحدیث ۲۲۷۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو سختی پر عطا نہیں فرماتے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اسے نرمی عطا فرمادیتے ہیں اور کوئی گھر والے بھی ایسے نہیں ہیں جنہیں نرمی سے محروم کیا گیا ہو مگر وہ حقیقت میں محروم کردیئے گئے (ترجمہ ختم)

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَا رُزِقَ أَهْلُ بَيْتٍ الرِّفْقَ إِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا صُرِفَ عَنْهُمْ إِلَّا ضَرَّهُمْ " (شعب الایمان للبیھقی باب الاقتصاد فی النفقة وتحریم اکل

Idara Ghufran

المال الباطل رقم ۱۶۳۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن گھر والوں کو بھی رفق اور نرمی عطا کی جاتی ہے تو یہ ان کو نفع ہی پہنچاتی ہے اور جو گھر والے بھی نرمی سے محروم کر دیئے جاتے ہیں تو یہ بات ان کو نقصان ہی پہنچاتی ہے (ترجمہ ختم)

لہٰذا اولاد کو ہر وقت مارنا پیٹنا نہیں چاہئے بلکہ پیار اور محبت سے سمجھانا چاہئے ہاں اگر کبھی ضرورت ہو تو بلا ضرر مار مارنی چاہئے جس سے اس کو کوئی چوٹ نہ آئے۔ اکثر خواتین میں یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ اولاد خواہ کتنی زیادہ شرارتیں اور بدتمیزی کیوں نہ کرے ان کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں آتا لیکن جیسے ہی کوئی بڑا ان کو ڈانٹ دے یا ان کی ماں سے آ کر ان کی شکایت کر دے تو ان کی ایسی شامت آتی ہے کہ اللہ کی پناہ، بعض دفعہ شکایت کرنے والا شخص ہی شرمندہ ہو جاتا ہے خواہ اس شرارت پر مار کی ضرورت بھی نہ ہو تب بھی ان کو مارا جاتا ہے جس کا مقصد اولاد پر اپنا غصہ نکالنا ہوتا ہے یا پھر دوسروں کو یہ دکھانا ہوتا ہے کہ ہم اپنی اولاد کی طرف سے لاپرواہ اور بے فکر نہیں ہیں۔ یاد رکھیے، اولاد پر اپنا غصہ نکالنے کا نام تربیت نہیں ہے غصہ کرنا شریعت میں عام حالات میں بھی ناپسندیدہ ہے، خاص طور پر ایسی بات پر غصہ کرنا جس سے اولاد کا فائدہ نہ ہو اور نہ ہی وہ بات شریعت کی نگاہ میں غصہ کرنے کے قابل ہو، بلکہ دوسروں کو تکلفاً غصہ دکھانے کے لئے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَوْصِنِي، قَالَ :لاَ تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ :لاَ تَغْضَبْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب ۶۱۱۶)

ترجمہ: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غصہ مت کرو، اس نے یہ سوال کئی مرتبہ دہرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، غصہ مت کرو۔

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ نہ کرنے کی وصیت فرمائی ہے لہٰذا بچوں پر اپنا غصہ نکالنا اور دوسروں کو دکھانے کے لئے بچوں پر جان بوجھ کر غصہ کرنا صحیح طریقہ نہیں اس سے پرہیز کرنا چاہئے اور اولاد کی صحیح اور شریعت کے مطابق درست طریقے کے ساتھ تربیت کرنی چاہئے، اللہ عزوجل سب کو اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقبول صدقۂ فطر، عیدُ الفطر کی نماز سے پہلے ادا کرنا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ (سنن أبي داوٗد، رقم الحديث ١٦٠٩، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃِ فطر (یعنی صدقۂ فطر) روزے داروں کو بیکار اور بے ہودہ باتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اور مساکین کو کھلانے (یعنی ان کی مدد وتعاون کرنے) کے لئے مقرر فرمایا، جس نے (عید کی) نماز سے پہلے ادا کردیا تو یہ مقبول صدقۂ فطر ہے اور جس نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو پھر یہ صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ صدقۂ فطر سے روزے یا روزہ دار کو طہارت وپاکیزگی حاصل ہوتی ہے، اور جو روزے کی حالت میں فضول اور فحش کلام وغیرہ سرزد ہوجاتے ہیں، صدقۂ فطر کے ذریعہ سے ان کا ازالہ ہوجاتا ہے، اور صدقۂ فطر سے ضرورت مندوں کا تعاون الگ ہوتا ہے۔

اور صدقۂ فطر کا عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، اور یہ فضیلت عید کی نماز کے بعد ادا کرنے سے حاصل نہیں ہوتی، اگرچہ صدقۂ فطر کی ادائیگی ہوجاتی ہے۔

صدقۂ فطر ادا کرنا کن افراد پر ضروری ہے

Idara Ghufran

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ، أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری، رقم الحديث ۱۵۰۴، كتاب الزكاة، باب :صدقة الفطر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃِ فطر کو فرض قرار دیا، کھجور سے ایک صاع، یا جَو سے ایک صاع، ہر مسلمان آزاد یا غلام، مرد یا عورت پر (بخاری)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ صَغِيْرٍ أَوْ كَبِيْرٍ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ مِمَّنْ يَمُوْنُوْنَ (سنن البيهقي، رقم الحديث ۷۶۸۳، كتاب الزكاة)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صدقۂ فطر) ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام، جو کسی کی کفالت میں ہوں پر فرض فرمایا (بیہقی)

فائدہ: صاحبِ نصاب آدمی پر صدقۂ فطر صرف اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے، بالغ مجنون اور پاگل اولاد بھی نابالغ اولاد کا حکم رکھتی ہے، جبکہ ماں کے ذمہ بچوں کا صدقۂ فطر نہیں، خواہ وہ مالدار ہی ہو۔

(ماخوذ از ”شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

Idara Ghufran

نیا چاند دیکھنے کی دعا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ أَھِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰهُ.

ترجمہ: یااللہ! اس چاند کو ہم پر برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ ظاہر فرمایئے، اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۹۷، واللفظ لہٗ؛ الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۹۰۳؛ مسند ابی یعلی الموصلی، رقم الحدیث ۶۶۱)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ أَھِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی، رَبُّنَا وَرَبُّکَ اللّٰهُ.

ترجمہ: یااللہ! اس چاند کو ہم پر امن اور ایمان، اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جسے آپ پسند کرتے ہیں، اور آپ راضی ہوتے ہیں، ظاہر فرمایئے (اے چاند) ہمارا اور آپ کا رب اللہ ہی ہے (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۸۸۸، ج۳ص۱۷۱، باب الادعیۃ)

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

Idara Ghufran

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّامِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ (مسلم، رقم الحدیث ۲۰۴، رقم الحدیث ۱۱۶۴، کتاب الصیام)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ(نفل) روزے شوال کے مہینے میں رکھ لئے تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا، اگر ہمیشہ ایسا ہی کرے گا تو) گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے (مسلم)

اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، فَکَأَنَّمَا صَامَ السَّنَۃَ کُلَّھَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۴۰۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے، تو گویا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے (مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

زکاۃ بغیر معاوضہ کے مالکانہ طور پر دینے کے احکام

زکاۃ کا غریب کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، اور عام لوگوں کو زکاۃ کی اس شرط کی تفصیل وتحقیق معلوم نہیں ہوتی، اس سلسلہ میں لوگوں کی طرف سے مختلف سوالات بھی سامنے آتے رہتے ہیں، مفتی محمد رضوان صاحب کی موجودہ تفصیلی وتحقیقی کتاب ''زکاۃ کے فضائل واحکام'' میں ''زکاۃ بغیر معاوضہ کے مالکانہ طور پر دینے کے احکام'' کے عنوان سے جو مسائل طبع ہوئے ہیں، افادۂ عام کے لئے اُن کو ذیل میں شائع کیا جارہا ہے......ادارہ......

مسئلہ نمبر۱...... زکاۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک بھی شرط ہے، تملیک کے معنیٰ ہیں ''مالک بنانا''۔

پس زکاۃ ادا کرنے والے کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ زکاۃ کا مال غریب کو مالکانہ طریقہ پر دے، اور اگر وہ زکاۃ کا مال غریب کو مالکانہ طریقہ پر نہ دے، بلکہ اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے اس کے لئے مباح وجائز کردے، یا اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے اس کو، اس طریقہ سے کھلا پلادے کہ غریب کو اس مال کے بارے میں کھانے پینے کے علاوہ کوئی اور اختیار حاصل نہ ہو، تو زکاۃ ادا نہیں ہوتی۔ [۱]

---

[۱] اباحت اور تملیک میں یہ فرق ہے کہ دوسرے کے لئے اباحت کرنے سے اس چیز کا دوسرے کو صرف مخصوص طریقہ پر کام میں لانا مباح ہوجاتا ہے، اور یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اس میں جو تصرف چاہے کرسکے، اور تملیک سے سب طرح کے تصرفات کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے، مثلاً اگر کسی کو کھانا مباح کیا تو اس کو صرف اس کے کھالینے کا اختیار ہے، کسی دوسرے تصرف کا اختیار نہیں، یہ تو اباحت ہے۔ اور اگر دوسرے کو اس طرح مالک کردیا کہ وہ چاہے تو خود کھائے، یا استعمال کرے، یا دوسروں کو دے دے، یا بیچ دے، اس کو ان سب چیزوں کا ہر طرح کا اختیار حاصل ہو، اس کا نام تملیک ہے۔

پس زکاۃ میں تملیک ضروری ہے، اور اباحت کافی نہیں (ملاحظہ ہو ''معارف القرآن ج۴ ازص۴۰۹'' ''زکاۃ اور مسئلۂ تملیک'' جمع وترتیب: مولانا عتیق احمد قاسمی صاحب، مطبوعہ: ادارۃُ القرآن، کراچی)

وکذلک التملیک شرط فی مصارف الزکاۃ فلا تصرف الزکاۃ إلی بناء نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات وإصلاح الطرقات وکری الأنہار والحج والتکفین وکل ما لا تملیک فیہ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج ۳۶، ص ۲۴۵، مادۃ ''مخارج الحیل'')

التملیک :یشترط التملیک لصحۃ أداء الزکاۃ بأن تعطی للمستحقین، فلا یکفی فیہا الإباحۃ أو الإطعام إلا بطریق التملیک، ولا تصرف عند الحنفیۃ إلی مجنون وصبی غیر مراہق (ممیز) إلا إذا قبض لہما من یجوز لہ قبضہ کالأب والوصی وغیرہما .وذلک لقولہ تعالی :(وآتوا الزکاۃ) والإیتاء ہو التملیک، وسمی اللہ تعالی الزکاۃ صدقۃ بقولہ عز وجل :(إنما الصدقات للفقراء) والتصدق تملیک، واللام فی کلمۃ للفقراء ۔ کما قال الشافعیۃ ـــ لام التملیک، کما یقال :ہذا المال لزید (الفقہ الاسلامی وادلتۂ للزحیلی، ج۳ص ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، الباب الرابع، الفصل الاول، المبحث الثانی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۲ ...... زکاۃ کا پیسہ مسجد یا مدرسہ یا شفا خانہ یا کسی اور رفاہی یا وقف وٹرسٹ کی تعمیر میں لگانا درست نہیں، کیونکہ اس میں کسی غریب کا مالک بننا نہیں پایا جاتا۔ [۱]

مسئلہ نمبر۳ ...... زکاۃ کا مال ایسے خیر کے کاموں یا رفاہی کاموں (مثلاً کنویں کی کھدائی، پُل کی تعمیر وغیرہ) میں خرچ کرنا بھی جائز نہیں، جن میں غریب یا غریبوں کا مالک بننا نہیں پایا جاتا، اگرچہ غریب لوگ مالک بنے بغیر ان چیزوں سے فائدہ کیوں نہ اٹھاتے ہوں۔ [۲]

مسئلہ نمبر۴ ...... اگر کسی ادارے میں غریب طلبہ یا دوسرے غریبوں کو مالک بنا کر، زکاۃ کا مال فراہم کیا جاتا ہو، یا شرعی اصولوں کے مطابق ''تملیک'' کا اہتمام ہوتا ہو، تو وہاں زکاۃ دینا درست ہے۔ [۳]

---

[۱] -ذهب الفقهاء إلى أنه لا يجوز صرف الزكاة فى بناء المسجد، لانعدام التمليک.
وللتفصيل انظر مصطلح (زكاة ف).
ونقل الإمام فخر الدين الرازى عن القفال فى تفسيره آية الزكاة عن بعض الفقهاء أنهم أجازوا صرف الصدقات إلى جميع وجوه الخير من تكفين الموتى وبناء الحصون وعمارة المساجد لأن قوله تعالى :(وفى سبيل الله)عام فى الكل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۷، ص ۲۲۲، مادة ''مسجد'')
فصل :ولا يجوز صرف الزكاة إلى غير من ذكر الله تعالى، من بناء المساجد والقناطر والسقايات وإصلاح الطرقات، وسد البثوق، وتكفين الموتى، والتوسعة على الأضياف، وأشباه ذلک من القرب التى لم يذكرها الله تعالى.
وقال أنس والحسن :ما أعطيت فى الجسور والطرق فهى صدقة ماضية . والأول أصح؛ لقوله سبحانه وتعالى :(إنما الصدقات للفقراء والمساكين) "وإنما "للحصر والإثبات، تثبت المذكور، وتنفى ما عداه، والخبر المذكور (المغنى لابن قدامة، ج ۲، ص ۴۹۷ و ۴۹۸، كتاب الزكاة، فصل صرف الزكاة إلى غير من ذكر الله تعالى)

[۲] ذهب الفقهاء إلى أنه لا يجوز صرف الزكاة فى جهات الخير غير ما تقدم بيانه، فلا تنشأ بها طريق، ولا يبنى بها مسجد ولا قنطرة، ولا تشق بها ترعة، ولا يعمل بها سقاية، ولا يوسع بها على الأصناف، ولم يصح فيه نقل خلاف عن معين يعتد به، وظاهر كلام الرملى أنه إجماع، واحتجوا لذلک بأمرين:
الأول :أنه لا تمليک فيها، لأن المسجد ونحوه لا يملک، وهذا عند من يشترط فى الزكاة التمليک.
والثانى :الحصر الذى فى الآية، فإن المساجد ونحوها ليست من الأصناف الثمانية، وفى الحديث المتقدم الذى فيه :إن الله جعل الزكاة ثمانية أجزاء .
ولا يثبت مما نقل عن أنس وابن سيرين خلاف ذلک (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۳، ص ۳۲۸، ۳۲۹،مادة ''زكاة'')

[۳] ملحوظ رہے کہ آج کل نام نہاد اور غیر ذمہ دار علماء دینی مدارس کھول کھول کر بیٹھ رہے ہیں، جس کو گویا کہ انہوں نے ایک دوکان سمجھ لیا ہے، نہ انہیں زکاۃ کی تملیک کی شرط کا علم ہے، اور نہ ہی اس کی اہمیت کا اندازہ ہے۔ اس لئے ایسے مدارس کو زکاۃ حوالہ کرنا درست نہیں۔ ''تملیک'' کی تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ ''رفع التشكيک عن حيلة التمليک'' ملاحظہ ہو۔

Idara Ghufran

مسئلہ نمبر۵...... زکاۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر کسی مدرسہ میں وقف کردینے، یا کوئی زمین خرید کر کسی رفاہی کام کے لئے وقف کردینے یا کسی وقف شدہ جگہ مثلاً ٹرسٹ کی تعمیر وتوسیع وغیرہ میں لگانے یا اسی طرح مستحقین کے کام آنے کے لئے کوئی شامیانہ یا کرسیاں اور دیگیں وغیرہ خرید کر وقف کردینے سے بھی زکاۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ ان صورتوں میں بھی غریب مستحق کو مالک بنانا نہیں پایا جاتا، بلکہ زکاۃ کی رقم کو براہِ راست وقف کرنا پایا جاتا ہے، جیسا کہ گزرا۔

مسئلہ نمبر۶...... زکاۃ کی رقم سے مستحق مریضوں کا اس طرح علاج معالجہ کرنا درست نہیں، جس سے زکاۃ کی رقم یا اس سے خریدا ہوا مال مستحق کی ملکیت میں داخل نہ ہو۔

البتہ اگر زکاۃ کی مَد سے مستحق کو مالکانہ طور پر دوا فراہم کردی جائے، یا زکاۃ کی رقم کا غریب کو مالک بنا کر یعنی اس غریب یا اس کے نامزد نمائندہ کو زکاۃ کا مال مالکانہ قبضہ کے ساتھ دے کر پھر اس مال سے ڈاکٹر کی فیس یا دوسرے اخراجات وصول کر لئے جائیں، تو زکاۃ ادا ہو جائے گی۔

اگر زکاۃ کی رقم سے کسی غریب مریض کو مالکانہ طریقہ پر دوائی فراہم کردی جائے، یا علاج معالجہ کی اجرت وفیس ادا کرنے کے لئے غریب مریض یا اس کے نامزد نمائندہ کو مالکانہ طریقہ پر رقم فراہم کردی جائے، جس سے وہ اپنے علاج معالجہ کی ضروریات پوری کرے، تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر۷...... میت کی تجہیز وتکفین (یعنی کفن دفن) میں زکاۃ کو استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس صورت میں کسی شخص کا باضابطہ زکاۃ کا مالک بننا نہیں پایا جاتا، اور مُردہ کو مال کا مالک بنانا ممکن نہیں، اسی طرح زکاۃ کی مد سے کسی میت کا قرض ادا کرنا بھی درست نہیں ہوتا۔ [۲]

---

[۲] البتہ بعض فقہاء زکاۃ کی مد سے میت کے قرض کو ادا کرنے کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔

ذهب الحنفية وهو قول للشافعية والحنابلة (على المذهب) والنخعى :إلى أنه لا تعطى الزكاة فى تجهيز ميت عند من قال بأن ركن الزكاة تمليكها لمصرفها، فإن الميت لا يملك، ومن شرط صحة الزكاة التمليك، قالوا :ولا يجوز أن يقضى بها دين الميت الذى لم يترك وفاء ، لأن قضاء دين الغير بها لا يقتضى تمليكه إياها، قال أحمد :لا يقضى من الزكاة دين الميت، ويقضى منها دين الحى.وقال المالكية وهو قول للشافعية ونقله فى الفروع عن أبى ثور، وعن اختيار ابن تيمية، وأن فى ذلك رواية عن أحمد :أنه لا بأس أن يقضى من الزكاة دين الميت الذى لم يترك وفاء إن تمت فيه شروط الغارم، قال بعض المالكية :بل هو أولى من دين الحى فى أخذه من الزكاة، لأنه لا يرجى قضاؤه بخلاف الحى، واحتج النووى لهذا القول بعموم الغارمين فى آية مصارف الزكاة، وبأنه يصح التبرع بقضاء دين الميت كدين الحى(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۳، ص۳۲۸، مادة "زكاة")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو زکاۃ کی رقم ایسے اداروں کے حوالے کردی جاتی ہے، جو زکاۃ کی ادائیگی میں مستحقین کو مالک بنانے کی رعایت نہیں کرتے، اگرچہ وہ ضرورت مندوں کو کتنا ہی فائدہ کیوں نہ پہنچارہے ہوں، یہ غلط طریقہ ہے، اور اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

اگر کوئی ان اداروں میں تعاون کرنا چاہتا ہے، تو اسے چاہئے کہ نفلی صدقہ وخیرات اور عطیات وغیرہ سے شرکت کرے، کیونکہ زکاۃ اہم اور خاص فریضہ ہے، جس میں غریب کو مالک بنانے کی بڑی اہمیت ہے، جہاں تک غریبوں کو مالک بنائے بغیر دوسرے طریقوں سے کارِ خیر میں خرچ کرنے کا تعلق ہے، تو وہ کام بھی باعثِ ثواب ہیں، لیکن ان میں دوسری مَد کے مالوں سے خرچ کرنا چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۸...... اگر کسی غریب نے دوسرے (مثلاً مدرسہ یا ادارہ کے مہتمم) کو اپنی طرف سے زکاۃ وصول کر کے کسی ایسی جگہ خرچ کرنے کا وکیل بنادیا کہ جہاں زکاۃ دہندہ کا براہِ راست زکاۃ کا خرچ کرنا جائز نہیں تھا، تو اس کا بطورِ وکالت کے خرچ کرنا جائز ہوجاتا ہے۔ [۱]

مسئلہ نمبر ۹...... اگر کسی میت کے کفن کا زکاۃ کے مال کے علاوہ کسی اور مال سے انتظام نہ ہو سکے، تو ایسی مجبوری میں یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ زکاۃ کا مال کسی غریب کو مالکانہ طریقہ پر دے دیا جائے، جس میں اس غریب کو ہر طرح کے تصرف کرنے کا اختیار ہو، پھر وہ غریب اپنی خوشدلی کے ساتھ اپنی طرف سے اس مال سے میت کے کفن دفن کا انتظام کردے، تو اس طرح زکاۃ ادا ہوجاتی ہے۔ [۲]

---

[۱] اسلامک فقہ اکیڈمی، ہند کے فیصلوں میں ہے کہ:

مدرسہ میں طلبہ کے قیام وطعام اور تعلیم وغیرہ پر جو مجموعی مصارف آتے ہیں، ان کا حساب لگا کر ہر طالب علم پر واجب الاداء ماہانہ اخراجات کے بقدر مدِ زکاۃ سے ادا کئے جائیں، یہ ادائیگی بصورتِ نقد یا چیک طالب علم کو دی جائے، اور خود مہتمم مدرسہ بھی یہ رقمِ زکاۃ اکاؤنٹ سے نکال کر مدرسہ کے عام اکاؤنٹ میں اس کی طرف سے جمع کرسکتا ہے، بشرطیکہ بوقتِ داخلہ، فارم داخلہ میں طالب علم کی طرف سے اور اگر نابالغ ہو تو اس کے ولی کی طرف سے یہ تصریح کرادی جائے کہ مہتمم مدرسہ اس کی طرف سے از مدِ زکاۃ اس کے اخراجات مدرسہ کو ادا کرنے کا مجاز ہوگا (اہم فقہی فیصلے ص ۵۴، مطبوعہ پانچویں فقہی سیمینار کے فیصلے، ادارۃُ القرآن، کراچی، طبع اول: دسمبر 1997ء)

[۲] وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد، وتمامه فی حیل الأشباه (الدر المختار مع رد المحتار، ج۲، ۲۷۱، کتاب الزکاة)

(قوله :فیکون الثواب لهما) أی ثواب الزکاة للمزکی، وثواب التکفین للفقیر .وقد یقال :إن ثواب التکفین

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۱۰...... اگر کوئی زکاۃ کا مال غریب کو مالک بنا کر دے دے، جس میں اس غریب کو ہر طرح کے تصرف کا اختیار حاصل ہو کہ وہ اس کا جو چاہے کرے، اور پھر اُس غریب کو کسی ایسے نیک مصرف میں خرچ کرنے کا مشورہ دے، جہاں زکاۃ کا خرچ کرنا جائز نہیں تھا، مثلاً شفاخانے کی ایسی ضروریات میں جہاں غریبوں کو مالک نہیں بنایا جاتا (مثلاً آپریشن وغیرہ کی اجرت) اور وہ غریب اپنی خوشدلی سے، اُس مصرف میں خرچ کردے، تو بھی جائز ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۱...... زکاۃ ادا ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ یہ کسی مزدوری یا خدمت کے معاوضہ میں نہ دی جائے، اسی وجہ سے کسی مسجد کے امام، مؤذن یا مدرسہ کے مدرّس یا گھر یا دوکان یا شفاخانے و ہسپتال وغیرہ کے ملازم کو ان کی خدمات کے صلہ و تنخواہ میں زکاۃ دینا جائز نہیں۔ [2]

بعض لوگ کسی غریب مزدور کی مزدوری یا اس کی خدمات کے صلہ میں زکاۃ دینے کی غلطی کرتے ہیں، یا اگر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يثبت للمزكى أيضا، لأن الدال على الخير كفاعله، وإن اختلف الثواب كما وكيفا ط.

قلت :وأخرج السيوطى فى الجامع الصغير لو مرت الصدقة على يدى مائة لكان لهم من الأجر مثل أجر المبتدء من غير أن ينقص من أجره شىء (قوله وكذا) الإشارة إلى الحيلة (قوله وتمامه إلخ) هو ما قدمناه عن الأشباه (رد المحتار، ج۲، ۲۷۱، كتاب الزكاة)

[1] الحيلة أن يتصدق على الفقير ثم يأمره بفعل هذه الأشياء وهل له أن يخالف أمره؟ لم أره والظاهر نعم(الدرالمختار)

(قوله :وهو الركن) أى ركن الزكاة بالمعنى المصدرى؛ لأنها كما مر تمليك المال من فقير مسلم إلخ، وتسميته ركنا تبعا للهداية وغيرها ظاهر بخلاف ما فى الدرر من تسميته شرطا (قوله :وقدمنا) أى قبيل قوله وافتراضها عمرى (قوله :أن الحيلة) أى فى الدفع إلى هذه الأشياء مع صحة الزكاة.

(قوله ثم يأمره إلخ) ويكون له ثواب الزكاة وللفقير ثواب هذه القرب بحر وفى التعبير بثم إشارة إلى أنه لو أمره أولا لا يجزء؛ لأنه يكون وكيلا عنه فى ذلك وفيه نظر؛ لأن المعتبر نية الدافع ولذا جازت وإن سماها قرضا أو هبة فى الأصح كما قدمناه فافهم.(قوله :والظاهر نعم) البحث لصاحب النهر وقال؛ لأنه مقتضى صحة التمليك قال الرحمتى :والظاهر أنه لا شبهة فيه؛ لأن ملكه إياه عن زكاة ماله وشرط عليه شرطا فاسدا والهبة والصدقة لا يفسدان بالشرط الفاسد (ردالمحتار، ج۲ ص ۳۴۵، ۳۴۶، كتاب الزكاة، باب مصرف الزكاة والعشر)

[2] التمليك أنواع ثلاثة فلا بد لكل نوع من اسم خاص ليتميز عن صاحبه فالبيع اسم لتمليك عين المال بعوض فى حالة الحياة والهبة والصدقة تمليك عين المال بغير عوض فى حالة الحياة بطريق التبرع والعارية تمليك المنفعة بطريق التبرع فى حالة الحياة فيكون الوصية اسما لتمليك المال بعد الموت بطريق التبرع فى العين والمنافع جميعا (تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ۳، ص ۲۰۶، كتاب الوصايا)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

زکاۃ کو محنت، مزدوری یا خدمت کا پورا معاوضہ نہ سمجھیں، تو اس سے اپنی دنیوی اغراض وابستہ رکھتے ہیں، مثلاً اس لئے زکاۃ دیتے ہیں، تاکہ یہ ہمارے فرمانبردار وتابعدار رہیں، اور ہمارا کام ٹھیک کرتے رہیں، اور ہمارے احسان مندر ہیں۔

اس قسم کی اغراض درست نہیں، اگر مزدوری یا حقُ الخدمت کا معاوضہ بنا کر زکاۃ کا مال دیا گیا، تب تو زکاۃ ادا ہی نہیں ہوگی۔ اور اگر باقاعدہ معاوضہ تو نہیں بنایا، لیکن دنیاوی اغراض وابستہ رکھیں، تو وہ زکاۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل نہ کرے گی، اگرچہ بعض صورتوں میں زکاۃ کا فریضہ ذمہ سے ادا ہوجائے گا۔

مسئلہ نمبر ۱۲...... اگر مسجد کے امام ومؤذن مالدار وصاحبِ نصاب ہیں، تو ان کو زکاۃ دینا بہرحال جائز نہیں، اور اگر وہ فقیر وغریب ہوں، تو اگر اذان وامامت کی تنخواہ ومعاوضہ کے طور پر ان کو زکاۃ دی جائے، تو بھی ناجائز ہے، کیونکہ زکاۃ کو معاوضہ میں دینا جائز نہیں، اور اگر معاوضہ کے بغیر دی جائے، تو پھر جائز ہے۔

ملحوظ رہے کہ جن علاقوں میں مؤذن اور امام کی تقرری کے وقت زکاۃ کا لینا دینا طے ہوتا ہے، وہ تو بہرحال ناجائز ہے ہی، اور جہاں طے نہ ہو، مگر اس طرح معروف اور رائج ہو کہ دینے والے اپنے لئے امام یا مؤذن کو دینا لازم سمجھتے ہوں، اور امام ومؤذن اس کو اپنا حق سمجھتے ہوں، کہ اگر انہیں نہ ملے، تو اعتراض ہوتا ہو، تو یہ بھی جائز نہیں ''لان المعروف کالمشروط'' [1]

مسئلہ نمبر ۱۳...... زکاۃ بذریعہ چیک بھی ادا کی جاسکتی ہے، لیکن کیونکہ آج کے دور میں چیک بذاتِ خود مال نہیں، بلکہ مال کی رسید ہے، اس لئے کسی مستحق کو صرف چیک دینے سے اس وقت تک زکاۃ ادا نہیں ہوگی جب تک کہ وہ چیک کو کیش نہ کرالے (کذافی امداد المفتین ص ۴۵۱، کتاب الزکاۃ)

مسئلہ نمبر ۱۴...... اگر کوئی ڈاکخانہ کے ذریعہ سے یا کسی اور فرد، یا ادارہ کے واسطہ سے، کسی جگہ زکاۃ ارسال کرے، تو زکاۃ کے ارسال کرنے پر، جو کرایہ وغیرہ کے اخراجات آئیں، وہ زکاۃ ادا کرنے والے کو، زکاۃ سے منہا کرنا جائز نہیں، بلکہ وہ اخراجات الگ سے ادا کرنا چاہیے۔

اسی طرح زکاۃ کی وصولی کے سفیر کو زکاۃ کے مال سے کمیشن دینا بھی جائز نہیں (اہم فقہی فیصلے ص ۵۵، مطبوعہ پانچویں فقہی سیمینار کے فیصلے، ادارۃ القرآن، کراچی، طبع اول: دسمبر 1997ء)

---

[1] وقد ذکر الفقهاء أن الشرط العرفی کاللفظی (الموسوعة الفقهية الکویتية، ج ۳۰ ص ۵۶، مادة "عرف")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۱۵......بعض لوگ زکاۃ کی ادائیگی کے لئے کسی غریب مستحق کوزکاۃ کا مالک بنانے کا اہتمام نہیں کرتے، اورغریب کوشرعی مالک بنائے بغیرزکاۃ کے مال کورفاہی یا کسی خیر کے کام میں لگادیتے ہیں،مثلاً کنویں کی کھدائی،پُل کی تعمیر یا تعمیرِ مسجدوہسپتال وغیرہ میں خرچ کردیتے ہیں۔

جبکہ اس طرح زکاۃ ادانہیں ہوتی، کیونکہ زکاۃ ادا ہونے کے لئے شریعت نے یہ بات لازم قراردی ہے کہ کسی غریب مستحق کوزکاۃ مالکانہ طور پر دی جائے،جس سے اس کی ملکیت ثابت ہوجائے اوروہ اس میں جس طرح سے چاہے تصرف کرسکے، یہاں تک کہ اگرغریب کو باقاعدہ مالک بھی نہیں بنایا، بلکہ اس کے لئے زکاۃ کا مال مباح کردیا مثلاً یہ کہ کھانا بنا کراس کوصرف کھانے کی اجازت دے دی،تب بھی زکاۃ ادا نہیں ہوتی،جیسا کہ تفصیلاً گزرا۔

مسئلہ نمبر۱۶...... جومال غریب کوزکاۃ میں مالکانہ طریقہ پردے دیا گیا،اورپھروہ غریب اپنی خوشی سے وہ مال کسی مالدارکوہبہ کرے،تومالدار کے لئے وہ مال جائز ہے،اوراگر ہبہ کئے بغیرویسے ہی مباح کرے یا کھلائے پلائے،تومالدار کے لئے اس کے جائزوناجائز ہونے کے دونوں قول ہیں،ایک قول کی رُو سے گنجائش ہے۔

(ماخوذاز:’’زکاۃ کے فضائل واحکام‘‘صفحہ۵۳۱تا۵۳۲،مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کیا بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط۳)

بنو ہاشم کو زکاۃ کے جواز سے متعلق اہلِ علم کے اقوال

دیگر فقہائے کرام کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ظاہر الروایۃ کے مطابق بھی عام حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص رشتہ داروں یعنی بنو ہاشم کو زکاۃ دینا جائز نہیں، جن کو کہ ہاشمی کہا جاتا ہے، اور فقہ حنفی وشافعی وغیرہ کی بہت سی کتب میں اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے، اور اسی کے مطابق حکم بیان کیا جاتا رہا ہے۔

البتہ اگر زکاۃ کا مال کسی غیر ہاشمی غریب کو مالک بنا کر دے دیا جائے، اور پھر وہ مالک بننے کے بعد اپنی خوشدلی سے وہ مال کسی ہاشمی کو فروخت یا ہبہ کرے، یا اس کو کھلائے پلائے، تو جائز ہے۔

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ مروی ہے کہ موجودہ زمانہ میں بنو ہاشم کو زکاۃ دینا جائز ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غریب اور تنگ دست بنو ہاشم کی ضرورت کے لئے مالِ غنیمت اور مالِ فیئ میں سے مستقل حصہ دیا جاتا تھا، اور اب مالِ غنیمت وغیرہ سے ان کے لئے عملی طور پر اس کا انتظام نہیں، اس لئے اب ان کو زکاۃ دینا جائز ہے، اور بعض حنفیہ کا رجحان اسی طرف ہے۔

جبکہ امام ابو یوسف اور بعض حضرات کے بقول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق بنو ہاشم کا ایک دوسرے کو زکاۃ دینا جائز ہے۔ [۲]

---

[۲] ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، جس کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے۔

حدثنا ابن ناجية قال :ثنا زيد بن على بن الحسين بن زيد بن على بن حسين أبو الحسين قال : حدثني على بن جعفر بن محمد، عن حسين بن زيد، عن على بن حسين، أن العباس قال :يا رسول الله، إنك قد حرمت علينا صدقات الناس فهل تحل لنا صدقات بعضنا على بعض؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم .وسقطت كلمة، قال حسين بن زيد :فرأيت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور یہی قول بعض شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ اور علامہ ابنِ تیمیہ وغیرہ کا بھی ہے، اور ان کے متبعین میں سے کئی جلیل القدر مشائخ اہلِ علم حضرات کا فتویٰ بھی آج کے دور میں جبکہ بنو ہاشم کے لئے خمس کا انتظام نہیں، اسی کے مطابق ہے۔

اور ہمارا اپنا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

آگے چاروں فقہائے کرام کے سلسلہ کی کتابوں سے ایسے اقوال وعبارات کا ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ موجودہ دور میں ضرورت وحاجت کے وقت چاروں فقہ کے اہلِ علم حضرات کی ایک بڑی جماعت جواز کی قائل رہی ہے، اور اب بھی ہے، اور یہ قول بے بنیاد اور بلا دلیل نہیں، اور پھر ان اقوال کی روشنی میں ضرورت وحاجت کے وقت گنجائش کے قول پر غور وفکر اور عمل کیا جا سکے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مشيخة أهل بيتي يشربون الماء في المسجد إذا كان لبني هاشم ويكرهونه إذا لم يكن لبني هاشم(الفوائد الشهير بالغيلانيات لابي بكر الشافعي، رقم الحديث ۲۷۸)

في حاشية الايماء:في الإسناد زيد بن علي وعلي بن جعفر، قال الحافظ في كل منهما :مقبول(الإيماء إلى زوائد الأمالي والأجزاء ، تحت رقم الحديث ۱۷۱۷،لنبيل سعد الدين سَليم جَرَّار)

حدثنا أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبيد الله بن الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب ، ابن أخي طاهر العقيقي ، قال :حدثنا أبو محمد إسماعيل بن محمد بن إسحاق بن جعفر بن محمد قال :حدثني علي بن جعفر بن محمد ، عن الحسين بن زيد ، عن عمه عمر بن علي بن الحسين ، عن أبيه ، أن العباس بن عبد المطلب ، قال :يا رسول الله إنك حرمت علينا صدقات الناس ، فهل تحل صدقة بعضنا لبعض ؟ قال : نعم قال :حسين فرأيت مشيخة أهل بيتي يشربون من الماء في المسجد ، إذا كان لبعض بني هاشم ، ويكرهون ما لم يكن لبني هاشم قال أبو عبد الله :رواة هذا الحديث كلهم هاشميون(معرفة علوم الحديث للحاكم،رقم الحديث ۳۵۹)

ملحوظ رہے کہ امام حاکم کی سند لمبی ہے، جس کے بعض راویوں پر شدید کلام ہے، مگر وہ راوی ابوبکر شافعی کی اس سے پہلے ذکر شدہ سند میں موجود نہیں، اور صاحبِ نیل الاوطار نے اس حدیث کے رواۃ کا صاحبِ میزان سے متہم ہونا ذکر کیا ہے، مگر ہمیں صاحبِ میزان سے اس کی تصریح نہیں ملی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

وأما ما استدل به القائلون بحلها للهاشمي من الهاشمي من حديث العباس الذى أخرجه الحاكم في النوع السابع والثلاثين من علوم الحديث بإسناد كله من بني هاشم أن العباس بن عبد المطلب قال :قلت :يا رسول الله إنك حرمت علينا صدقات الناس، هل تحل لنا صدقات بعضنا لبعض؟ قال :نعم فهذا الحديث قد أتهم به بعض رواته، وقد أطال صاحب الميزان الكلام على ذلك فليس بصالح لتخصيص تلك العمومات الصحيحة(نيل الاوطار للشوكاني، ج۴ص۲۰۵، كتاب الزكاة، باب تحريم الصدقة على بني هاشم ومواليهم دون موالي أزواجهم)

Idara Ghufran

(۱)......امام طحاوی کی عبارت

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''شرح معانی الآ ثار'' میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی جواز کی ایک روایت کا ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ اپنی مذکورہ کتاب میں فرماتے ہیں کہ:

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: تِلْکَ الصَّدَقَةُ، إِنَّمَا هِیَ الزَّکَاةُ خَاصَّةً، فَأَمَّا مَا سِوٰی ذٰلِکَ مِنْ سَائِرِ الصَّدَقَاتِ فَلَا بَأْسَ بِهٖ، قِيْلَ لَهٗ: فِیْ هٰذِهِ الْآثَارِ مَا قَدْ دَفَعَ مَا ذَهَبْتَ إِلَيْهِ، وَذٰلِکَ مَا فِیْ حَدِيْثِ بَهْزِ بْنِ حَکِيْمٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا أُتِیَ بِالشَّیْءِ سَأَلَ أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟ فَإِنْ قَالُوْا صَدَقَةٌ، قَالَ لِأَصْحَابِهٖ کُلُوْا وَاسْتَغْنٰی بِقَوْلِ الْمَسْئُوْلِ إِنَّهٗ صَدَقَةٌ عَنْ أَنْ يَّسْأَلَهٗ صَدَقَةٌ مِنْ زَکَاةٍ، أَمْ غَيْرِ ذٰلِکَ؟ فَدَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی أَنَّ حُکْمَ سَائِرِ الصَّدَقَاتِ فِیْ ذٰلِکَ سَوَاءٌ، وَفِیْ حَدِيْثِ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: فَجِئْتُ فَقَالَ: أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ، فَقُلْتُ: بَلْ صَدَقَةٌ، لِأَنَّهٗ بَلَغَنِیْ أَنَّکُمْ قَوْمٌ فُقَرَاءُ، فَامْتَنَعَ مِنْ أَکْلِهَا لِذٰلِکَ، وَإِنَّمَا کَانَ سَلْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ عَبْدًا، مِمَّنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ زَکَاةٌ. فَدَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی أَنَّ کُلَّ الصَّدَقَاتِ مِنَ التَّطَوُّعِ وَغَيْرِهٖ قَدْ کَانَ مُحَرَّمًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰی سَائِرِ بَنِیْ هَاشِمٍ.

وَالنَّظَرُ أَيْضًا يَدُلُّ عَلٰی اِسْتِوَاءِ حُکْمِ الْفَرَائِضِ وَالتَّطَوُّعِ فِیْ ذٰلِکَ، وَذٰلِکَ أَنَّا رَأَيْنَا غَيْرَ بَنِیْ هَاشِمٍ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ وَالْفُقَرَاءِ، فِی الصَّدَقَاتِ الْمَفْرُوْضَاتِ وَالتَّطَوُّعِ، سَوَاءً مَنْ حَرُمَ عَلَيْهِ أَخْذُ صَدَقَةٍ مَفْرُوْضَةٍ، حَرُمَ عَلَيْهِ أَخْذُ صَدَقَةٍ غَيْرِ مَفْرُوْضَةٍ، فَلَمَّا حَرُمَ عَلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ أَخْذُ الصَّدَقَاتِ الْمَفْرُوْضَاتِ، حَرُمَ عَلَيْهِمْ أَخْذُ الصَّدَقَاتِ غَيْرِ الْمَفْرُوْضَاتِ، فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِيْفَةَ، وَأَبِیْ يُوْسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی.

وَقَدِ اخْتُلِفَ عَنْ أَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْ ذٰلِکَ، فَرُوِیَ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ: لَا بَأْسَ بِالصَّدَقَاتِ کُلِّهَا عَلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ، وَذَهَبَ فِیْ ذٰلِکَ عِنْدَنَا إِلٰی أَنَّ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا کَانَتْ حَرُمَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَا جُعِلَ لَهُمْ فِی الْخُمُسِ مِنْ سَهْمِ ذَوِی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الْقُرْبٰی،فَلَمَّا انْقَطَعَ ذٰلِکَ عَنْهُمْ وَرَجَعَ إِلٰی غَيْرِهِمْ،بِمَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَلَّ لَهُمْ بِذٰلِکَ مَا قَدْ کَانَ مُحَرَّمًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَا قَدْ کَانَ أُحِلَّ لَهُمْ .وَقَدْ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ،عَنْ أَبِيْهِ،عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ،عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِکَ،مِثْلَ قَوْلِ أَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ،فَبِهٰذَا نَأْخُذُ(شرح معانی الآثار) [1]

ترجمہ: پس اگر کوئی کہنے والا کہے کہ یہ صدقہ تو زکاۃ کے ساتھ خاص ہے،تو جو اس زکاۃ کے علاوہ دوسرے تمام صدقات ہیں،تو ان کو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخصوص قرابت داروں پر) خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے؟ تو اسے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ آثار (وروایات) اس بات کو رَد کرتی ہیں، جو آپ کہتے ہیں،جیسا کہ حضرت بہز بن حکیم کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی چیز آتی تھی،تو آپ یہ سوال کرتے تھے کہ کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ پس اگر لوگ کہتے کہ یہ صدقہ ہے،تو آپ اپنے صحابہ سے فرماتے کہ تم کھالو،اور آپ اس جواب کو کافی سمجھتے تھے کہ یہ صدقہ ہے، یہ سوال نہیں فرماتے تھے کہ زکاۃ والا صدقہ ہے یا غیرِ زکاۃ والا،تو اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس سلسلہ میں تمام صدقات کا حکم برابر ہے (یعنی زکاۃ اور واجب ونفلی ہر قسم کے صدقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخصوص قرابت داروں پر حرام ہیں) اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ صدقہ ہے، کیونکہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ فقیر (وغریب) قوم ہیں،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے پرہیز کیا،اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس وقت ایسے شخص کے غلام تھے کہ جس پر زکاۃ واجب نہیں تھی (لہٰذا یہ مال بھی زکاۃ کے علاوہ سے ہوگا) تو اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ تمام صدقات خواہ نفلی ہوں یا غیر نفلی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام تھے،اور تمام بنو ہاشم پر بھی حرام تھے، اور عقل بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فرائض اور نفل (صدقات) کا حکم اس بارے میں

---

[1] ج۲ص۱۰ ،کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی بنی ھاشم.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

برابر ہونا چاہئے، اور وہ اس طرح سے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بنو ہاشم کے علاوہ مالدار اور فقیر (یعنی غریب) لوگ فرض اور نفل صدقات میں برابر ہیں، جس کو فرض صدقہ (یعنی زکاۃ) لینا حرام ہے، اس کو غیر فرض (یعنی واجب اور نفل) صدقہ لینا بھی حرام ہے، پس جب بنو ہاشم پر فرض صدقات حرام ہوگئے، تو ان پر غیر فرض صدقات بھی حرام ہوگئے، پس اس باب میں عقل کا تقاضا بھی یہی ہے، اور یہی ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

اور (بنو ہاشم کو زکاۃ وصدقات دینے کے مسئلہ میں) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مختلف روایات مروی ہیں، امام ابوحنیفہ کی ایک روایت یہ ہے کہ بنو ہاشم کو تمام صدقات (بشمول زکاۃ) کے دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ قول ہمارے نزدیک اس لئے اختیار کیا ہے کہ بنو ہاشم کو صدقات دینا اس لئے حرام تھا کہ ان کے لئے ذوی القربیٰ (یعنی بنو ہاشم وغیرہ) کے حصہ کا خمس مقرر کیا گیا تھا، پھر جب ان کا یہ حق منقطع (وختم) ہوگیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصال کی وجہ سے دوسروں کی طرف لوٹ گیا، تو بنو ہاشم کے لئے وہ صدقات (بشمول زکاۃ کے) حلال ہوگئے، جو ان پر اس وجہ سے حرام کئے گئے تھے کہ ان کے لئے خمس حلال کیا گیا تھا۔

اور ہم سے بیان کیا سلیمان بن شعیب نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد سے، انہوں نے ابو یوسف سے، انہوں نے ابوحنیفہ رحمہم اللہ سے اس بارے میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کی طرح، تو ہم اسی کو لیتے ہیں (شرح معانی الآثار للطحاوی)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ مروی ہے کہ بنو ہاشم کو تمام صدقات اور زکاۃ دینا جائز ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک ان کو مالِ غنیمت کے خمس سے حصہ ملا کرتا تھا، اس وقت تک ان کو زکاۃ دینا منع تھا، کیونکہ بنو ہاشم کی ضرورت متبادل ذریعہ سے پوری ہورہی تھی، اور ایسی حالت میں زکاۃ ان کو دینے میں دوسرے لوگوں کی حق تلفی تھی، اور بنو ہاشم کے اعزاز واکرام کے بھی خلاف تھا، پھر جب ان کو مالِ غنیمت کا خمس ملنا بند ہوگیا، تو ان پر زکاۃ ناجائز نہیں رہی۔

ملحوظ رہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے موقف کے متعلق بعض اہلِ علم حضرات نے یہ قرار دیا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کا اپنا رجحان امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جواز والی روایت کی طرف ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

Idara Ghufran

مگر بعض اہلِ علم حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ امام طحاوی کی مذکورہ عبارت سے ان کا یہ رجحان ثابت نہیں ہوتا ، کیونکہ اس عبارت میں ان کا اپنا رجحان اس طرف ہے کہ بنو ہاشم کو زکاۃ وصدقہ کچھ بھی جائز نہیں ، البتہ انہوں نے کسی اور کتاب یا عبارت میں اپنے اس رجحان کا ذکر کیا ہو، تو الگ بات ہے، اور اس کا فیصلہ ان کی وہ عبارت سامنے آنے پر ہی ہوسکتا ہے۔

چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ، امام طحاوی رحمہ اللہ کی شرح معانی الآثار کی مذکورہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وَهٰذَا صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّ الطَّحَاوِيَّ مَا اخْتَارَ رِوَايَةَ الْحِلِّ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بَلْ اَخَذَ بِالرِّوَايَةِ الَّتِيْ وَافَقَتْ قَوْلَ اَبِيْ يُوْسُفَ ، وَهِيَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ الَّتِيْ ذَكَرَهَا اَوَّلاً مِنْ اِسْتِوَاءِ حُكْمِ التَّحْرِيْمِ فِي الْفَرِيْضَةِ وَالتَّطَوُّعِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ(فتح الملهم بشرح صحيح مسلم) [1]

ترجمہ: اور یہ (امام طحاوی کی عبارت) صریح ہے، اس بارے میں کہ امام طحاوی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حلت والی روایت کو اختیار نہیں کیا، بلکہ اس روایت کو اختیار کیا ہے، جو امام ابو یوسف کے قول کے موافق ہے، اور وہی ظاہر الروایۃ ہے، جس کو انہوں نے پہلے ذکر کیا ہے، یعنی حرمت کا حکم برابر ہے، فرض اور نفل صدقات میں، واللہ اعلم (فتح الملہم)

جہاں تک امام طحاوی رحمہ اللہ کی اس بات کا تعلق ہے کہ ان کے نزدیک فرض اور غیر فرض یعنی زکاۃ اور نفلی ہر طرح کے صدقات بنو ہاشم پر حرام ہونا راجح ہے، تو اگرچہ بعض حنفیہ اسی کے قائل ہیں۔ [2]

---

[1] ج۳ص۱۰۰، كتاب الزكاة، باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ وهم بنوهاشم وبنو المطلب دون غيرهم، مطبوعة: مكتبة الرشيدية، كراتشي، باكستان.

ملحوظ رہے کہ فتح الملہم کا جو نسخہ کویت دار الضیاء سے الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۶ھ۔2006ء میں شائع ہوا ہے، اس میں مذکورہ بالا پوری اور مزید براں غیر معمولی عبارت کتابت سے رہ گئی ہے، جبکہ اصل نسخہ میں یہ عبارت موجود ہے، اور ہم نے جس نسخہ سے یہ عبارت لی ہے، وہ نسخہ قدیمی نسخہ ہے، اور اسی طرح یہ عبارت ادارۃ المعارف، دار العلوم کراچی کے مکتبہ سے شائع ہونے والے نسخہ میں بھی موجود ہے (ملاحظہ ہو: فتح الملہم، ج۵ص۱۷۳، ادارۃ المعارف، کراچی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۳۰ھ) اس لئے دار الضیاء کے طابعین وناشرین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس حذف شدہ عبارت کو آئندہ کتابت میں شامل کریں۔ محمد رضوان۔

[2] کیونکہ احادیث میں مطلق صدقہ یا صدقات کے الفاظ کے ساتھ یہ حکم بیان کیا گیا ہے، اور کسی خاص قسم کے صدقہ کی قید نہیں لگائی گئی، اور احسان کا پہلو زکاۃ اور واجب صدقہ کے علاوہ نفلی صدقہ میں بھی پایا جاتا ہے، حنفیہ میں سے علامہ ابنِ ہمام کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

لیکن اکثر مشائخِ حنفیہ نے اس سے اتفاق نہیں کیا، اور ان کے نزدیک راجح یہی ہے کہ عام حالات میں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ثم لا يخفى أن هذه العمومات تنتظم الصدقة النافلة والواجبة فجروا على موجب ذلك فى الواجب، فقالوا : لا يجوز صرف كفارة اليمين والظهار والقتل وجزاء الصيد وعشر الأرض وغلة الوقف إليهم .وعن أبى يوسف :يجوز فى غلة الوقف إذا كان الوقف عليهم لأنهم حينئذ بمنزلة الوقف على الأغنياء فإن كان على الفقراء ولم يسم بنى هاشم لا يجوز، ومنهم من أطلق فى منع صدقة الأوقاف لهم، وعلى الأول إذا وقف على الأغنياء يجوز الصرف إليهم، وأما الصدقة النافلة فى النهاية :ويجوز النفل بالإجماع وكذا يجوز النفل للغنى، كذا فى فتاوى العتابى انتهى.

وصرح فى الكافى بدفع صدقة الوقف إليهم على أنه بيان المذهب من غير نقل خلاف، فقال :وأما التطوع والوقف فيجوز الصرف إليهم لأن المؤدى فى الواجب يطهر نفسه بإسقاط الفرض فيتدنس المؤدى كالماء المستعمل، وفى النفل يتبرع بما ليس عليه فلا يتدنس بها المؤدى كمن تبرد بالماء اهـ والحق الذى يقتضيه النظر إجراء صدقة الوقف مجرى النافلة، فإن ثبت فى النافلة جواز الدفع يجب دفع الوقف وإلا فلا إذ لا شك فى أن الواقف متبرع بتصدقه بالوقف إذ لا إيقاف واجب، وكأن منشأ الغلط وجوب دفعها على الناظر وبذلك لم تصر واجبة على المالك بل غاية الأمر أنه وجوب اتباع شرط الواقف على الناظر .فوجوب الأداء هو نفس هذا الوجوب فلنتكلم فى النافلة، ثم يعطى مثله للوقف ففى شرح الكنز لا فرق بين الصدقة الواجبة والتطوع.

ثم قال :وقال بعض :يحل لهم التطوع اهـ .فقد أثبت الخلاف على وجه يشعر بترجيح حرمة النافلة وهو الموافق للعمومات فوجب اعتباره فلا يدفع إليهم النافلة إلا على وجه الهبة مع الأدب وخفض الجناح تكرمة لأهل بيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

وأقرب الأشياء إليك حديث لحم بريرة الذى تصدق به عليها لم يأكله حتى اعتبره هدية منها، فقال هو عليها صدقة ولنا منها هدية والظاهر أنها كانت صدقة نافلة .وأيضا لا تخصيص للعمومات إلا بدليل. والقياس الذى ذكره المصنف لا يخص به ابتداء بل بعد إخراج شىء بسمعى سلمناه، لكن لا يتم فى القياس المقصود وغير المقصود .وأما الثانى لم يتم له أصل صحيح، وقوله المال هنا كالماء يتدنس بإسقاط الفرض ظاهره أن الماء أصل، وليس بصحيح إذ حكم الأصل لا بد من كونه منصوصا عليه أو مجمعا، وليس ثبوت هذا الحكم للماء كذلك بل المال هو المنصوص على حكمه هذا من التدنس فهو أصل للماء فى ذلك .

فإثبات مثله شرعا للماء إنما هو بالقياس على المال، إذ لا نص فى الماء ، ونفس المصنف مشى على الصواب فى ذلك فى بحث الماء المستعمل حيث قال فى وجه الرواية المختارة للفتوى إلا أنه يعنى الماء أقيمت به قربة فتغيرت صفته كمال الصدقة فجعل مال الصدقة أصلا فكيف يجعل هنا الماء أصلا لمال الصدقة.

وأما القياس المقصود هنا فى قوله التطوع بالصدقة بمنزلة التبرد بالماء غير صحيح، فإنه إلحاق قربة بغير قربة، والصواب فى الإلحاق أن يقال بمنزلة الوضوء على الوضوء ليكون إلحاق قربة نافلة بقربة نافلة، وبعد هذا إن ادعى أن حكم الأصل عدم تدنس ما أقيم به هذه القربة منعنا حكم الأصل فإن التدنس للآلة بواسطة خروج الأثام وإزالة الظلمة، والقربة النافلة تفيد ذلك أيضا بقدره .وقد قالوا فى قوله -عليه الصلاة والسلام

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بنوہاشم کونفلی صدقات کا دینا جائز ہے،اوراسی طرح نفلی صدقہ غنی ومالدار کے لئے بھی جائز ہے،اورعام کتابوں میں اسی پرفتویٰ اوراسی کے مطابق حکم مذکور ہے،لہٰذاامام طحاوی کا مالدار کے لئے نفلی صدقہ کوحرام قراردیناان کی رائے ہے۔ [۱]

(۲)......عمدۃُ القاری کی عبارت

علامہ عینی رحمہ اللہ، بخاری کی شرح عمدۃُ القاری میں فرماتے ہیں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾الوضوء على الوضوء نور على نور أنه يفيد إزالة الظلمة بقدر إفادة زيادة ذلك النور، ولهذا كان المذهب أن الوضوء النفل إذا كان منويا يصير الماء به مستعملا على ما عرف في قوله المستعمل :هو ما أزيل به حدث أو استعمل في البدن على وجه القربة، والله أعلم(فتح القدير ،ج۲ص۲۷۳، ۲۷۴، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز)

[۱] وقال المصنف في الكافي :وهذا في الواجبات كالزكاة والنذر والعشر والكفارة أما التطوع والوقف فيجوز الصرف إليهم؛ لأن المؤدي في الواجب يطهر نفسه بإسقاط الفرض فيتدنس المؤدى كالماء المستعمل، وفي النفل تبرع بما ليس عليه فلا يتدنس به المؤدى كمن تبرد بالماء اهـ.

وإنما لم تلحق صدقة التطوع لهم بالوضوء على الوضوء فيتدنس به المؤدى؛ لأن الأصل يقتضي عدمه، وإنما قلنا به في الماء للنص الوارد :الوضوء على الوضوء نور على نور إذ ازدياد النور يقتضي زوال الظلمة بقدره لا محالة كذا في النهاية مختصرا، وفيها عن العتابي أن النفل جائز لهم بالإجماع

كالنفل للغني وتبعه صاحب المعراج واختاره في المحيط مقتصرا عليه، وعزاه إلى النوادر ومشى عليه الأقطع في شرح القدوري واختاره في غاية البيان، ولم ينقل غيره شارح المجمع فكان هو المذهب

وأثبت الشارح الزيلعي الخلاف في التطوع على وجه يشعر بترجيح الحرمة وقواه المحقق في فتح القدير من جهة الدليل لإطلاقه وقد سوى المصنف في الكافي بين التطوع والوقف كما سمعت وهكذا في المحيط(البحرالرائق، ج۲ص۲۶۵، كتاب الزكاة، باب مصرف الزكاة)

وأما الصدقة النافلة فقال في النهاية ويجوز النفل بالإجماع وكذا يجوز النفل للغني كذا في فتاوى العتابي اهـ وصرح في الكافي بدفع صدقة الوقف إليهم على أنه بيان المذهب من غير نقل خلاف فقال وأما التطوع والوقف فيجوز الصرف إليهم لأن المؤدي في الواجب يطهر نفسه بإسقاط الفرض فيتدنس المؤدى كالماء المستعمل وفي النفل متبرع بما ليس عليه فلا يتدنس به المؤدى كمن تبرد بالماء اهـ(حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، ج۱ص۳۰۴، كتاب الزكاة، باب المصرف)

وكما لا يجوز صرف الزكاة إلى الغني لا يجوز صرف جميع الصدقات المفروضة والواجبة إليه كالعشور والكفارات والنذور وصدقة الفطر لعموم قوله تعالى (إنما الصدقات للفقراء وقول النبي -صلى الله عليه وسلم -لا تحل الصدقة لغني ولأن الصدقة مال تمكن فيه الخبث لكونه غسالة الناس لحصول الطهارة لهم به من الذنوب، ولا يجوز الانتفاع بالخبيث إلا عند الحاجة والحاجة للفقير لا للغني.

وأما صدقة التطوع فيجوز صرفها إلى الغني؛ لأنها تجري مجرى الهبة(بدائع الصنائع،ج۲،ص۴۷،كتاب الزكاة،فصل الذي يرجع إلى المؤدى إليه)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَرَوٰی أَبُوْ عِصْمَةَ عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَةَ جَوَازَ دَفْعِهَا إِلَی الْهَاشِمِیِّ فِیْ زَمَانِهٖ، قَالَ الطَّحَاوِیُّ: هٰذِهِ الرِّوَایَةُ عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَةَ لَیْسَتْ بِالْمَشْهُوْرَةِ (عمدة القاری) [1]

ترجمہ: ابوعصمہ نے امام ابوحنیفہ سے اس زمانہ میں زکاۃ کا ہاشمی کو دینے کا جائز ہونا روایت کیا ہے، اور امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے مروی یہ روایت مشہور نہیں ہے (عمدۃ القاری)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق بنو ہاشم کو موجودہ زمانہ میں زکاۃ کا دینا جائز ہے، مگر امام ابوحنیفہ کی یہ روایت مشہور نہیں، جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو امام ابوحنیفہ کی اس روایت کا علم نہیں۔

(۳)......بنایہ شرح ہدایہ کی عبارت

علامہ عینی رحمہ اللہ، ہدایہ کی شرح بنایہ میں فرماتے ہیں کہ:

وَلَا تُدْفَعُ الزَّكَاةُ إِلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ، وَفِیْ "الْإِیْضَاحِ" اَلصَّدَقَاتُ الْوَاجِبَاتُ كُلُّهَا عَلَیْهِمْ لَا تَجُوْزُ لِإِجْمَاعِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ، وَرَوٰی أَبُوْ عِصْمَةَ عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهٗ یَجُوْزُ دَفْعُ الزَّكَاةِ إِلَی الْهَاشِمِیِّ، وَإِنَّمَا كَانَ لَا یَجُوْزُ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لِسُقُوْطِ خُمُسِ الْخُمُسِ، وَیَجُوْزُ النَّفْلُ بِالْإِجْمَاعِ. وَرَوٰی ابْنُ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِیْ یُوْسُفَ أَنَّهٗ قَالَ: لَا بَأْسَ بِصَدَقَةِ بَنِیْ هَاشِمٍ بَعْضِهِمْ عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا أَرَی الصَّدَقَةَ عَلَیْهِمْ وَلَا عَلٰی مَوَالِیْهِمْ مِنْ غَیْرِهِمْ. وَفِیْ "شَرْحِ الْآثَارِ": عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا بَأْسَ بِالصَّدَقَاتِ كُلِّهَا عَلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ وَالْحُرْمَةُ لِلْعِوَضِ، وَهُوَ خُمُسُ الْخُمُسِ، فَلَمَّا سَقَطَ ذٰلِكَ بِمَوْتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَلَّتْ لَهُمُ الصَّدَقَةُ، قَالَ الطَّحَاوِیُّ: وَبِهٖ نَأْخُذُ (البناية شرح الهداية) [2]

ترجمہ: اور بنو ہاشم کو زکاۃ نہیں دی جائے گی، اور ایضاح میں ہے کہ تمام واجب صدقات

---

[1] ج ۹ ص ۸۰، ۸۱، کتاب الزکاۃ، باب اخذ صدقة التمر عند صرام النخل وهل يترک الصبی فيمس تمر الصدقة.

[2] ج ۳ ص ۴۷۱، کتاب الزکاۃ، باب من يجوز دفع الصدقات إليه ومن لا يجوز، حكم إعطاء الزكاة والصدقة لبنی هاشم ومواليهم.

Idara Ghufran

بنو ہاشم پر جائز نہیں ہیں، چاروں ائمہ کے اجماع کی وجہ سے، اور ابو عصمہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہاشمی کو زکاۃ (وصدقاتِ واجبہ) کا دینا جائز ہے، اور پہلے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) زمانہ میں اس لئے جائز نہیں تھا کہ مالِ غنیمت کا خمس حاصل ہونے کی وجہ سے زکاۃ میں سے ان کا حق ساقط ہوگیا تھا، اور (بنو ہاشم کو) نفل صدقات بالا جماع جائز ہیں۔ اور ابنِ سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہے کہ بنو ہاشم کا ایک دوسرے کو صدقہ (وزکاۃ) دینے میں کوئی حرج نہیں، اور میں بنو ہاشم اوران کے آزاد کردہ غلاموں پر کسی دوسرے کے صدقہ کو جائز نہیں سمجھتا۔ اور شرحُ الآ ثار میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ بنو ہاشم کو تمام صدقات (بشمول زکاۃ) کے دینے میں کوئی حرج نہیں، اور حرمت عوض (یعنی بدل) کی وجہ سے تھی، جو کہ مالِ غنیمت کا خمس ہے، پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصال سے ان کا یہ حق ساقط ہوگیا، تو ان کے لئے صدقہ (بشمول زکاۃ کے) حلال ہوگیا، امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں (بنایہ)

فائدہ: اس عبارت کی وضاحت آ گے آتی ہے۔

(۴)......شرح ابی داؤد کی عبارت

علامہ عینی نے اسی طرح کی عبارت ابوداؤد کی شرح میں بھی ذکر کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِيْ "شَرْحِ الْآثَارِ "لِلطَّحَاوِيِّ، عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ: لَا بَأْسَ بِالصَّدَقَاتِ كُلِّهَا عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ، وَالْحُرْمَةُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِلْعِوَضِ، وَهُوَ خُمُسُ الْخُمُسِ، فَسَقَطَ ذٰلِكَ بِمَوْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَلَّتْ لَهُمُ الصَّدَقَةُ، قَالَ الطَّحَاوِيُّ: وَبِالْجَوَازِ نَأْخُذُ (شرح ابی داؤد للعینی) [1]

ترجمہ: امام طحاوی کی شرحُ الآ ثار میں امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ تمام صدقات (بشمول زکاۃ) کے بنو ہاشم کو دینے میں کوئی حرج نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حرمت، عوض کی وجہ سے تھی، اور وہ مالِ غنیمت کے خُمس کا خمس ہے، پھر وہ عوض نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے وصال سے ساقط ہوگیا، تو بنو ہاشم کے لئے صدقہ حلال ہوگیا، امام طحاوی نے فرمایا

---

[1] ج۳ص ۴۷۳، کتاب الصلاۃ، باب قدر القراء ۃ فی صلاۃ الظهر والعصر.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کہ ہم جواز ہی کو لیتے ہیں (شرح ابوداؤد للعینی)

فائدہ: مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ بنو ہاشم کو زکاۃ اور ہر قسم کا صدقہ دینا جائز ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بنو ہاشم کو زکاۃ وصدقہ کے ممنوع ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ان کو زکاۃ وصدقہ کی جگہ مالِ غنیمت میں سے خمس ملا کرتا تھا، اور جب ان کا یہ حق ساقط ہو گیا، تو ان کے لئے زکاۃ وصدقہ حلال ہو گیا، اور بقول علامہ عینی کے امام طحاوی نے اسی روایت کو اختیار کیا، اور ترجیح دی ہے۔

(۵)......تنقیح فتاویٰ حامدیہ کی عبارت

علامہ شامی رحمہ اللہ تنقیح فتاویٰ حامدیہ میں فرماتے ہیں کہ:

وَقَدْ ذُكِرَ فِيْ شَرْحِ الْآثَارِ أَنَّهُ يَجُوْزُ فِيْ زَمَانِنَا إِعْطَاءُ الزَّكَاةِ لِبَنِيْ هَاشِمٍ الْأَخْيَارِ لِعَدَمِ وُصُوْلِ خُمُسِ الْخُمُسِ إِلَيْهِمْ بِسَبَبِ إِهْمَالِ النَّاسِ أَمْرَ الْغَنَائِمِ وَالْوَاجِبَ عَلَيْهِمْ فَإِذَا لَمْ يَحْصُلِ الْمُعَوَّضُ عَادُوْا إِلَى الْعِوَضِ وَبِهٖ أَخَذَ مِنَ الْآثَارِ حَاوِيُ الْإِمَامِ الْجَلِيْلِ الطَّحَاوِيُّ (تنقيح الفتاوى الحامدية، ج ۱، ص ۶۳، كتاب الزكاة، باب الزكاة والعشر)

ترجمہ: اور شرح الآثار میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ ہمارے زمانہ میں بنو ہاشم کو زکاۃ دینا جائز ہے، کیونکہ مالِ غنیمت کے خُمس کا خمس ان کی طرف نہیں پہنچتا، لوگوں کے مالِ غنیمت کے معاملہ اور اپنی ذمہ داری کو مہمل (وضائع) کر دینے کے سبب سے، پس جب زکاۃ کا متبادل (یعنی خمس) ان کو حاصل نہیں ہوگا، تو وہ عوض (یعنی زکاۃ) کی طرف لوٹیں گے، اور آثار میں اسی کو جلیل القدر امام، طحاوی نے لیا ہے (تنقیح فتاویٰ حامدیہ)

فائدہ: ملحوظ رہے کہ بعض حضرات نے اس سے اختلاف کیا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ، اس وقت جبکہ بنو ہاشم کو خمس حاصل نہ ہو، زکاۃ کے جواز کی روایت کو اختیار کرتے ہیں، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

(۶)......طحطاوی علی الدر کی عبارت

سید احمد طحطاوی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَجَوَّزَ اَبُوْیُوْسُفَ دَفْعَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ ،وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنِ الْإِمَامِ ، نَهْر ، وَرَوٰى أَبُوْ عِصْمَةَ عَنِ الْإِمَامِ أَنَّهٗ يَجُوْزُ الدَّفْعُ إِلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ فِيْ زَمَانِهٖ؛ لِأَنَّ عِوَضَهَا وَهُوَ خُمُسُ الْخُمُسِ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ لِإِهْمَالِ النَّاسِ أَمْرَ الْغَنَائِمِ وَإِيْصَالِهَا إِلٰى غَيْرِ مُسْتَحِقِّيْهَا،وَإِذَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمُ الْعِوَضُ عَادُوْا إِلَى الْمُعَوَّضِ وَاخْتَارَهُ الطَّحَاوِيُّ ، وَاَقَرَّهُ الْقَهَسْتَانِيُّ، كَذَا فِيْ شَرْحِ الْمُنْتَقٰى (قَوْلُهٗ وَالْهَاشِمِيُّ يَجُوْزُ لَهٗ دَفْعُ زَكَاتِهٖ لِمِثْلِهٖ)تَمَامُ الْعِبَارَةِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةِ خِلَافًا لِاَبِيْ يُوْسُفَ ، كَذَا فِي النَّهْرِ، وَحِيْنَئِذٍ فَلَا يَصِحُّ حَمْلُهَا عَلٰى قَوْلِ اَبِيْ يُوْسُفَ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار) [1]

ترجمہ: اور امام ابو یوسف نے بنوہاشم کے آپس میں ایک دوسرے کو (زکاۃ وصدقہ کے)دینے کو جائز قرار دیا ہے،اور امام ابوحنیفہ سے بھی ایک روایت یہی ہے،نہر میں اسی طرح ہے،اور ابو عصمہ نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے کہ اس زمانہ میں بنوہاشم کو(زکاۃ) دینا جائز ہے،کیونکہ زکاۃ کا بدل جو کہ مالِ غنیمت کے خُمس کا خمس تھا،ان کی طرف نہیں پہنچتا، اس لئے کہ لوگوں نے مالِ غنیمت کے معاملات کو مہمل (ومعطل) کردیا ہے ، اور اس کو غیر مستحقین تک پہنچانا شروع کردیا ہے،اور جب بنوہاشم کو زکاۃ کا بدل نہ ملے،تو حکم،مبدل (یعنی زکاۃ وصدقہ کے دینے کے جائز ہونے) کی طرف لوٹ آئے گا،اور اس روایت کو امام طحاوی نے اختیار کیا ہے،اور قہستانی نے بھی اسی کو برقرار رکھا ہے،شرح المنتقیٰ میں اسی طرح ہے،اور (درِمختار) کا یہ قول کہ ہاشمی کو اپنی زکاۃ اپنے مثل (یعنی ہاشمی) کو دینا جائز ہے،پوری عبارت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے، برخلاف امام ابو یوسف کے،نہر میں اسی طرح سے ہے، اور اس طرح سے اس روایت کو امام ابو یوسف کے قول پر محمول کرنا صحیح نہیں (طحاوی علی الدر)

فائدہ: مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی ایک روایت کے مطابق بنوہاشم کو زکاۃ دینا جائز ہے،کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو مالِ غنیمت وغیرہ کی شکل میں ان کے لئے زکاۃ کے متبادل کا

---

[1] ج ۱ ص ۴۲۸، کتاب الزکاۃ،باب مصرف الزکاۃ والعشر،لسید احمد الطحطاوی الحنفی.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

انتظام تھا، مگر بعد میں جب مالِ غنیمت کے معاملات معطل ہوگئے، اور بنو ہاشم کے لئے زکاۃ وصدقہ کا متبادل نہ رہا، تو پھر بنو ہاشم کے لئے زکاۃ کے جائز ہونے کا حکم لوٹ آیا۔

(۷)......اَلاِختیار کی عبارت

فقہ حنفی کی کتاب ''الاختیار'' میں ہے کہ:

وَذَكَرَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: يَجُوزُ لِلْهَاشِمِيِّ أَنْ يَّدْفَعَ زَكَاةَ مَالِهٖ إِلَى الْهَاشِمِيِّ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، خِلَافًا لِأَبِيْ يُوْسُفَ، وَوَجْهُهٗ أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهٖ أَوْسَاخُ النَّاسِ غَيْرُهُمْ هُوَ الْمَفْهُوْمُ مِنْ مِثْلِهٖ، فَيَقْتَضِيْ حُرْمَةَ زَكَاةِ غَيْرِهِمْ عَلَيْهِمْ لَا غَيْرَ، وَذُكِرَ فِي الْمُنْتَقٰى عَنْ أَبِيْ عِصْمَةَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ أَنَّ الصَّدَقَةَ تَحِلُّ لِبَنِيْ هَاشِمٍ، وَفَقِيْرُهُمْ فِيْهَا كَفَقِيْرِ غَيْرِهِمْ، وَوَجْهُهٗ أَنْ عِوَضَهَا وَهُوَ خُمُسُ الْخُمُسِ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ لِإِهْمَالِ النَّاسِ أَمْرَ الْغَنَائِمِ وَقِسْمَتَهَا وَإِيصَالَهَا إِلٰى مُسْتَحِقِّهَا، وَإِذَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمُ الْعِوَضُ عَادُوْا إِلَى الْمُعَوَّضِ، عَمَلًا بِمُطْلَقِ الْآيَةِ سَالِمًا عَنْ مُعَارَضَةِ أَخْذِ الْعِوَضِ، وَكَمَا فِيْ سَائِرِ الْمُعَاوَضَاتِ، وَلِأَنَّهٗ إِذَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا هَلَكُوْا جُوْعًا، فَيَجُوْزُ لَهُمْ ذٰلِكَ دَفْعًا لِلضَّرَرِ عَنْهُمْ (الاختيار لتعليل المختار) [1]

ترجمہ: اور ہمارے بعض اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ ہاشمی کے لئے اپنے مال کی زکاۃ ہاشمی کو دینا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے، برخلاف امام ابو یوسف کے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی مراد کہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے، اس سے بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے لوگ مراد ہیں (یعنی بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے لوگوں کا میل کچیل ان پر منع ہے، نہ کہ خود ان کے مال کی زکاۃ منع ہے) اس جیسے قول میں یہی سمجھا جاتا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ دوسروں کی زکاۃ تو بنو ہاشم پر حرام ہے، اور دوسروں کے علاوہ (یعنی خود بنو ہاشم) کی زکاۃ (ایک دوسرے پر) حرام نہیں، اور منتقیٰ میں ابوعصمہ کی سند سے امام ابوحنیفہ کی یہ روایت مذکور ہے کہ بنو ہاشم کے لئے صدقہ (وزکاۃ) حلال ہے، اور بنو ہاشم کے فقیر (وغریب) اس

[1] ج ۱ ص ۱۲۱، كتاب الزكاة، باب مصارف الزكاة.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سلسلہ میں بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے فقیر(وغریب) کی طرح ہیں، اوراس کی وجہ یہ ہے کہ(زکاۃ وصدقہ کا) عوض (وبدل) جو کہ مالِ غنیمت کے خُمس کا خمس تھا، وہ ان تک نہیں پہنچتا، کیونکہ لوگوں نے مالِ غنیمت کے معاملات اوراس کی تقسیم اوراس کے مستحقین تک پہنچانے کے معاملات کو مہمل (ومعطل اور ضائع) کردیا ہے، اور جب بنو ہاشم کی طرف (زکاۃ وصدقہ کا) عوض نہیں پہنچا، تو حکم مبدل (یعنی زکاۃ وصدقہ) کی طرف لوٹ آیا، آیت میں (فقیر ومسکین کے الفاظ کے کسی قید کے بغیر) مطلق حکم پر عمل کرتے ہوئے، اورعوض (وبدل) لینے کے ٹکراؤ سے، سلامت رہتے ہوئے، اوراسی طریقہ سے تمام معاوضات میں ہوا کرتا ہے، اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر بنو ہاشم کوان دونوں چیزوں (یعنی زکاۃ وصدقہ اور مالِ غنیمت کے خمس) میں سے کوئی چیز بھی نہیں پہنچے گی، تو وہ بھوکے مرجائیں گے، پس ان کے لئے یہ(زکاۃ وصدقہ) جائز ہے، ان سے ضرر(وتکلیف اورغربت) کودورکرنے کے لئے (الاختیار)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں زکاۃ وصدقہ کا مصرف فقراء ومساکین کوقراردیا گیا ہے، جوکہ عام ہے، اوراس آیت کے مطلق مفہوم میں ہاشمی فقیر ومسکین بھی داخل ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاشمی، غریب وتنگ دست حضرات کوزکاۃ وصدقہ کےعوض میں مالِ غنیمت سے حصہ دیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے ان کوزکاۃ وصدقہ دینے سے منع کردیا گیا تھا، اوراب جبکہ مالِ غنیمت کا نظم برقرارو موجود نہیں، اور بنو ہاشم کے لئے زکاۃ وصدقہ کے بدلہ میں ضرورت پوری کرنے کا انتظام نہیں، تو حکم اصل کی طرف لوٹ آئے گا، اوراصل یہی تھا کہ قرآن کی آیت کی رُو سے ہر مسلمان فقیر ومسکین کوزکاۃ وصدقہ دینا جائز ہے، اوراب ان احادیث سے اس کا ٹکراؤ نہیں رہے گا، جن میں بنو ہاشم کوزکاۃ وصدقہ دینے سے منع کیا گیا تھا۔
اس عبارت سے اس شبہ کا بھی جواب ہوگیا کہ مخصوص مجبوری میں بھی بنو ہاشم کوزکاۃ وصدقہ کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ اس سے احادیث کی مطلق مخالفت لازم آتی ہے۔
جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مطلق مخالفت اس وقت لازم آتی، جبکہ زکاۃ کا عوض خمس کی شکل میں ان کو مل رہا ہوتا، اورخمس نہ ملنے کی صورت میں لازم نہیں آتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸)......فتاویٰ تاتارخانیہ کی عبارت

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ:

Idara Ghufran

رَوٰی اَبُوعِصمَۃَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہُ یَجُوْزُ دَفْعُ الزَّکَاۃِ اِلٰی بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاِنَّمَا کَانَ لَایَجُوْزُ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ،وَیَجُوْزُ النَّفْلُ بِالْاِجْمَاعِ...... وَرَوَی ابْنُ سَمَاعَۃَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اِنَّہُ قَالَ لَابَاْسَ بِصَدَقَۃِ بَنِیْ ھَاشِمٍ بَعْضِھِمْ عَلَی الْبَعْضِ ، وَلَا اَرَی الصَّدَقَۃَ عَلَیْھِمْ وَلَا عَلٰی مَوَالِیْھِمْ مِنْ غَیْرِھِمْ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ) [1]

ترجمہ: ابوعصمہ نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے کہ بنوہاشم کوزکاۃ دینا جائز ہے،اوراس وقت (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ) میں جائز نہیں تھا،اورنفل (صدقہ) بالاجماع جائز ہے......اورابنِ سماعہ نے امام ابویوسف سے روایت کیا ہے کہ بنوہاشم کاصدقہ آپس میں ایک دوسرے کودینے میں کوئی حرج نہیں،لیکن میں ان پراوران کے آزادکردہ غلاموں پردوسروں کے صدقہ کودرست نہیں سمجھتا(فتاویٰ تاتارخانیہ)

فائدہ: اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ مروی ہے کہ موجودہ دور میں بنوہاشم کوزکاۃ وصدقہ دیناجائز ہے،اورممانعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی (جبکہ ان کوخمس ملاکرتا تھا) اورامام ابویوسف کی ایک روایت کے مطابق بنوہاشم کواپناصدقہ ایک دوسرے کودیناجائز ہے،لیکن کسی اورکاصدقہ بنوہاشم کودیناجائز نہیں۔واللہ اعلم۔

(۹)......بریقۂ محمودیہ کی عبارت

بریقۂ محمودیہ میں ہے کہ:

وَفِیْہِ أَیْضًا عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلْجَوَازُ بَعْدَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ أَبِیْ یُوْسُفَ جَوَازُ صَدَقَۃِ بَعْضِھِمْ لِبَعْضٍ آخَرَ مِنْھُمْ لٰکِنْ فِی النَّھْرِ صَوَابُہٗ عَدَمُ الْجَوَازِ وَعَنْ مُحَمَّدٍ الْجَوَازُ مُطْلَقًا .وَفِیْ شَرْحِ الْمَجْمَعِ وَبِہٖ نَأْخُذُ وَظَاھِرُ الْاِخْتِیَارِ عَنِ الْمُنْتَقٰی تَرْجِیْحُہٗ أَیْضًا فِیْ زَمَانِنَا لِعَدَمِ عَطِیَّتِھِمْ مِنَ الْخُمُسِ وَلِضَرُوْرَۃِ الْحَاجَۃِ کَمَا حَرَّرْنَا فِیْ حَوَاشِی الدُّرَرِ (بریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ) [2]

---

[1] ج۲ص۲۷۴، ۲۷۵، ملخصاً، کتاب الزکاۃ،الفصل الثامن فی المسائل المتعلقۃ بمن توضع فیہ الزکاۃ، للعلامۃ عالم بن العلاء الانصاری الاندریتی، مطبوعۃ:ادارۃ القرآن، کراتشی.

[2] ج۴ص۱۷، الباب الثانی، الفصل الثالث، النوع الثالث ،الصنف الخامس.

Idara Ghufran

ترجمہ: اوراسی (فتاویٰ تاتارخانیہ) میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (وصال کے) بعد (بنوہاشم کوزکاۃ وصدقات دینے کا) جائز ہونا مروی ہے، اورامام ابویوسف سے مروی ہے کہ بنوہاشم کا آپس میں ایک دوسرے کو(زکاۃ وصدقہ) دینا جائز ہے، لیکن نہر میں یہ ہے کہ درست بات یہ ہے کہ (امام ابویوسف کے نزدیک) ناجائز ہے، اورامام محمد کے نزدیک مطلقاً (یعنی بہرحال) جائز ہے، اورشرح مجمع میں ہے کہ ہم اسی کو لیتے ہیں، اوراختیار کی عبارت کا ظاہر بھی منتقیٰ سے ہی (جائز ہونے کا) راجح ہونا ہے ہمارے زمانہ میں، کیونکہ بنوہاشم کوخمس حاصل نہیں ہوتا، اورحاجت وضرورت بھی پائی جاتی ہے (کہ اس زمانہ میں بنوہاشم کی غربت کے ازالہ کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہوتا) جیسا کہ ہم نے درر کے حواشی میں تحریر کیا ہے (بریقہ محمودیہ)

فائدہ: اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بعض مشائخِ حنفیہ، موجودہ دور میں جبکہ بنوہاشم کوخمس حاصل نہیں ہوتا، ان کے لئے زکاۃ کے جائز ہونے کے قائل اوراس کی طرف مائل ہیں۔

پھر موجودہ دور میں بنوہاشم کے لئے زکاۃ وصدقہ کے جواز کی رائے میں امام ابوحنیفہ، اورامام ابویوسف کی روایت اور بعض مشائخِ حنفیہ واہلِ علم حضرات کا رجحان تنہا نہیں ہے، بلکہ باقی فقہائے کرام کے متبعین میں بھی کئی جلیل القدر وعظیم المرتبت اہلِ علم حضرات بلکہ ایک بڑی جماعت کا یہی قول ہے۔ آگے اس طرح کی چند عبارات کا ذکر کیا جاتا ہے۔　(جاری ہے..........)

Idara Ghufran

عبرت کدہ (حضرت آدم علیہ السلام: قسط۵) مولانا طارق محمود

﴿إِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت آدم وحوّا کا جنت میں قیام وطعام

حضرت حوا کی پیدائش

حضرت آدم علیہ السلام ایک عرصہ تک تنہا زندگی بسر کرتے رہے، مگر اپنی زندگی اور راحت وسکون میں ایک وحشت اور خلاء محسوس کرتے تھے، اور ان کی طبیعت وفطرت کسی مونس وہمدم کو چاہتی تھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو پیدا کیا، اور حضرت آدم اپنا ہمدم ورفیق پا کر بے حد مسرور ہوئے، اور اطمینانِ قلب محسوس کیا۔ [1]

---

[1] بعض تفسیری روایات کے مطابق حضرت حوا کو حضرت آدم سے پیدا کیا، آپ سوئے ہوئے تھے کہ بائیں طرف کی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا، آپ نے بیدار ہو کر انہیں دیکھا اور اپنی طبیعت کو ان کی طرف راغب پایا اور انہیں بھی ان سے انس پیدا ہوا، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عورت مرد سے پیدا کی گئی ہے اس لئے اس کی حاجت وشہوت مرد میں رکھی گئی ہے اور مرد زمین سے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے ان کی حاجت زمین میں رکھی گئی ہے۔ پس تم اپنی عورتوں کو روکے رکھو، صحیح حدیث میں ہے عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور سب سے بلند پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے پس اگر تو اسے بالکل سیدھی کرنے کو جائے گا تو توڑ دے گا اور اگر اس میں کچھ ٹیڑھ پن کو باقی چھوڑتے ہوئے فائدہ اٹھانا چاہے گا تو بیشک فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

وخلق منها زوجها وهى حواء عليها السلام خلقت من ضلعه الأيسر، من خلفه وهو نائم، فاستيقظ فرآها فأعجبته، فأنس إليها وأنست إليه.

وقال ابن أبى حاتم :حدثنا أبى، حدثنا محمد بن مقاتل، حدثنا وكيع عن أبى هلال عن قتادة، عن ابن عباس، قال :خلقت المرأة من الرجل فجعل نهمتها فى الرجل وخلق الرجل من الأرض فجعل نهمته فى الأرض، فاحبسوا نساء كم .وفى الحديث الصحيح :إن المرأة خلقت من ضلع، وإن أعوج شىء فى الضلع أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج (تفسير ابنِ كثير، سورة النساء، رقم الآية ١)

وخلق منها زوجها يعنى حواء وذلك أن الله تعالى لما خلق آدم عليه السلام ألقى عليه النوم ثم خلق حواء من ضلع من أضلاعه اليسرى، وهو قصير .فلما استيقظ رآها جالسة عند رأسه فقال لها :من أنت؟ قالت :امرأة قال :لماذا خلقت قالت خلقت لتسكن إلى فمال إليها وألفها لأنها خلقت منه واختلفوا فى أى وقت خلقت حواء .فقال كعب الأحبار ووهب وابن إسحاق خلقت قبل دخوله الجنة وقال ابن مسعود وابن عباس إنما خلقت فى الجنة بعد دخوله إياها (تفسير الخازن،سورة النساء، رقم الآية ١)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت آدم وحواء کا جنت میں قیام

حضرت آدم وحوا کو اجازت تھی کہ وہ جنت میں رہیں سہیں، اور اس کی ہر چیز سے فائدہ اٹھائیں، اور خوب دل کھول کر فراغت اور بے فکری کے ساتھ جہاں سے چاہیں جنت کی نعمتوں کو کھائیں، پئیں اور استعمال کریں، مگر ایک درخت کو معین کر کے بتایا گیا تھا کہ اس کو نہ کھائیں، بلکہ اس کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَ قُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۳۵)

یعنی ’’اور کہا ہم نے کہ اے آدم قیام کرو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور تم دونوں کھاؤ اس میں سے فراغت کے ساتھ جس جگہ سے چاہو اور قریب نہ جانا اس درخت کے، ورنہ تم بھی انہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں‘‘

جنت میں کھانے پینے کی اجازت کے ساتھ ’’رَغَداً‘‘ فرمایا گیا، جس کے معنیٰ عربی میں اس نعمت ورزق کے ہیں جس کو حاصل کرنے میں کوئی محنت ومشقت پیش نہ آئے، اور وہ اتنی زیادہ ہو کہ اس کے کم یا ختم ہونے کا خطرہ بھی نہ ہو۔

مطلب یہ ہوا کہ آدم وحوا علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت کے پھل جہاں سے چاہو دل کھول کر اور فراغت کے ساتھ استعمال کرتے رہو، نہ ان کے حاصل کرنے میں تمہیں کسی محنت مشقت کی ضرورت ہوگی، اور نہ یہ فکر وخطرہ ہوگا کہ یہ غذا کم یا ختم نہ ہو جائے۔

مگر ایک خاص درخت کے بارے میں یہ ہدایت فرمائی گئی کہ اس کے پاس نہ جانا یعنی اس درخت کے کھانے سے مکمل پرہیز کرنا۔

اصل مقصد تو یہ تھا کہ اس درخت کا پھل نہ کھانا مگر تاکید اور مضبوطی کے طور پر یہ انداز اختیار کیا گیا کہ اس کے پاس بھی نہ جانا، اور مراد یہی تھی کہ کھانے کے لئے اس کے پاس نہ جانا۔ [1]

---

[1] وکلا منھا رغدا واسعا کثیرا حیث شئتما این شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین .منع عن قرب الشجرۃ مبالغۃ فی النھی عن أکلہ لان قرب الشیء یورث داعیۃ ومیلانا الی ذلک الشیء فیلھیہ عما ھو مقتضی العقل والشرع -فالاقتراف بما ھو یقرب الی المعصیۃ مکروہ(التفسیر المظھری، سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۳۵)

Idara Ghufran

اسی سے یہ مسئلہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بعض چیزیں اپنی ذات میں ناجائز اور منع نہیں ہوتیں لیکن جب یہ خطرہ ہو کہ ان چیزوں کے اختیار کرنے سے کسی ناجائز وممنوع چیز میں مبتلا ہو جائے گا، تو اس جائز سے بھی روک دیا جاتا ہے، جیسا کہ درخت کے قریب جانا اس کے پھل کھانے کا ذریعہ بن سکتا تھا اور اصل ممانعت اس کے پھل کھانے سے تھی مگر اس کے قریب جانے سے بھی جو کہ پھل کھانے کا ذریعہ تھا منع کر دیا گیا، اسی اصول کا نام فقہ میں ''سدِ ذرائع'' ہے۔

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں قیام اور ان کو درخت کے پھل کے کھانے سے منع کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ [1]

منع کیا ہوا درخت کون سا تھا؟

یہ درخت کون سا تھا؟ قرآن مجید نے اس کی نشاندہی نہیں کی اور کسی صحیح ومستند حدیث سے بھی ثابت نہیں کہ وہ کون سا درخت تھا؟ بعض مفسرین نے فرمایا کہ گندم کا درخت تھا، بعض نے زیتون کا، بعض نے انجیر کا اور بعض نے انگور کا درخت قرار دیا ہے، اس کے علاوہ اہلِ علم کے اور بھی اقوال ہیں، زیادہ مشہور یہی ہے کہ وہ گندم (گیہوں) کا پودا تھا، حقیقتِ حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، اور کیونکہ اس متعین درخت کا علم ہو جانے پر کوئی شرعی حکم موقوف نہیں، اس لئے اس کا علم نہ ہونا کچھ مضر اور نقصان دہ نہیں، پس اس میں زیادہ بحث اور کدو کاوش کرنے کی ضرورت نہیں۔ [2]

---

[1] وَيَاآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (سورة الاعراف، رقم الآية ۱۹)

[2] فهذه أقوال ستة فی تفسير هذه الشجرة .قال الإمام أبو جعفر بن جرير رحمه الله :والصواب فی ذلک أن يقال إن الله عز وجل ثناؤه :نهى آدم وزوجته عن أكل شجرة بعينها من أشجار الجنة دون سائر أشجارها فأكلا منها ولا علم عندنا بأی شجرة كانت على التعيين، لأن الله لم يضع لعباده دليلا على ذلک فی القرآن ولا من السنة الصحيحة، وقد قيل :كانت شجرة البر وقيل كانت شجرة العنب وقيل كانت شجرة التين، وجائز أن تكون واحدة منها، وذلک علم إذا علم لم ينفع العالم به علمه، وإن جهله جاهل لم يضره جهله به، والله أعلم .وكذلک رجح الإبهام الرازی فی تفسيره وغيره وهو الصواب(تفسير ابنِ كثير، سورة البقرة، رقم الآية ۳۵)

والشجرة هی السنبلة على قول ابن عباس ومحمد بن كعب -والعنب على قول ابن مسعود والتين على قول ابن جريج والكافور على قول على وقال قتادة شجرة العلم وفيها من كل شیء -فقيل وقع النهی على جنس من الشجرة -وقيل على شجرة مخصوصة(التفسير المظهری، سورة البقرة، رقم الآية ۳۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت آدم وحوا علیہما السلام کون سی جنت میں قیام پذیر تھے؟

صحیح یہ ہے کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو زمین پر بھیجنے سے پہلے جس جنت میں رہنے کا حکم ہوا تھا، یہ وہی جنت تھی جس میں جنتی قیامت کے بعد داخل کئے جائیں گے، اس کے علاوہ کوئی اور باغ یا جنت نہ تھی، جو زمین پر واقع تھی، جیسا کہ قدیم فرقوں میں سے معتزلہ اور قدریہ نے اس کے قسم کے احتمالات ازخود پیدا کئے، اور اس عہدِ جدید کے بعض متجددین نے اپنے پیش رووں کے ان مزعومات واحتمالاتِ بعیدہ کو اپنے فاسد مستدلات کی بنیاد بنایا، بہرحال آیاتِ قرآنی کا ظاہر ومتبادر مفہوم ان دور دراز کے احتمالات کو رَد کرتا ہے، دلائل سے یہی بات راجح ہے۔ [1] (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولا تـقـربا هذه الشجرة يعني للأكل قيل إنما وقع هذه النهي عن جنس الشجرة .وقيل عن شجرة مخصوصة قال ابن عباس هي السنبلة وقيل الكرمة .وقيل هي شجرة التين وقيل هي شجرة العلم .وقيل الكافور .وقيل: ليس في ظاهر الكلام ما يدل على التبيين إذ لا حاجة إليه لأنه ليس المقصود تعرف عين تلك الشجرة وما لا يكون مقصود لا يجب بيانه(تفسير الخازن، سورة البقرة، رقم الآية ۳۵)

[1] وقـد اختـلف فـي الجنة التي أسكنها آدم أهي في السماء أم في الأرض؟ والأكثرون على الأول، وحكى القرطبي عن المعتزلة والقدرية القول بأنها في الأرض(تفسير ابنِ كثير،سورة البقرة، رقم الآية ۳۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

انار(Pomergranate)

انار کو عربی زبان میں’’رمان‘‘اور انگریزی زبان میں’’Pomergranate‘‘ کہا جاتا ہے۔

انار کے درخت کی چھال، پھول، جڑوں کی چھال، پھل، پھل کا چھلکا اور اس کے دانے ، یہ سب چیزیں مختلف امراض کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

انار نہایت خوش مزہ رسیلا پھل شمار ہوتا ہے ،انار کی مختلف اقسام پائی جاتی ہیں،مزے کے لحاظ سے کھٹا اور میٹھا اور کھٹا میٹھا تین قسم کا ہوتا ہے،قندھاری انار جس کے دانے سرخ یا قوتی رنگ کے ہوتے ہیں، رسیلا چاشنی دار ہوتا ہے۔

پرانے حکیم انار کے غذائی اور دوائی فائدوں سے اچھی طرح واقف تھے،جدید تحقیقات بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں،چنانچہ انار میں اجزائے ملحمہ (پروٹینز) شکر، چونا(کیلشیم) فولاد اور فاسفورس جیسے کارآمد اجزا پائے جاتے ہیں جو خون کی پیدائش اور بدن کی پرورش میں کام آتے ہیں اور خون کو حالتِ اعتدال پر قائم رکھتے ہیں۔

ان سب باتوں نے اس پھل کو غذائی اور دوائی اعتبار سے بہترین پھل بنادیا ہے۔

عام انار میں نا قابلِ خوراک حصہ 28 سے 49 فیصد تک ہے،اور رَس 57 فیصد تک،اس میں سوڈیم کی مقدار بہت کم اور پوٹاشیم زیادہ ہے،جس کا اہم فائدہ یہ ہے کہ دل اور گردوں کی کسی بھی بیماری میں انار بے کھٹکے دیا جاسکتا ہے،دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس میں مٹھاس کی ایسی چیز موجود نہیں، جو ذیابیطس (یعنی شوگر) کے مریضوں کے لئے مضر ہو،اس لئے شوگر کے مریض بلاخوف وخطر انار کا جوس پی سکتے ہیں، انار میں چکنائی نہ ہونے کے برابر ہے،اس لئے انار کھانے سے خون کی نالیوں کو نقصان نہیں ہوتا،اور نہ ہی کولیسٹرول میں اضافہ ہوتا ہے۔

میٹھا انار دل کے لئے نافع سمجھا جاتا ہے،اور معدہ وجگر کی تقویت کا باعث ہوتا ہے۔

اور انار سے پیاس کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔

انار کا جوس یا شربت،فولاد کا بہترین نعم البدل شمار ہوتا ہے،اور صاف اور صالح خون پیدا کرتا ہے،اور کمزور

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بدن کو موٹا کرنے کا باعث بنتا ہے،اوراستسقاء،یرقان،اورتلی کے امراض میں مفید ہے۔
ٹی بی کے مریضوں کے لئے انار،بہترین غذا شمار کیا جاتا ہے۔
انار کا چاشنی دار رَس طبیعت میں خوشی پیدا کرتا ہے،پیاس بجھاتا اور ساتھ ہی بدن کو اچھی غذائیت بھی دیتا ہے،صفراوی اورخونی بخاروں میں جب مریض کے لیے ٹھوس غذاؤں کا استعمال مناسب نہیں ہوتا،انار کا رس مریض کی پیاس بجھاتا اور حرارت کم کرتا ہے اور غذائیت کی وجہ سے اس کی انرجی کو قائم رکھتا ہے۔
انار سے معدے کی سوزش دور ہوجاتی ہے۔
انار پیشاب آور ہے،صفرا کو تسکین دیتا ہے،قے اوراسہال کو روکتا اور جگر کی حدت کو بجھا کر ختم کردیتا ہے، جسم کے تمام اعضاء کو قوت دیتا ہے،دل کی پرانی بیماریوں کو آرام دیتا اور معدے کے منہ کی دُکھن کو دور کرتا ہے۔
جن لوگوں کا رنگ زرد ہو یا معدے کی خرابی کی وجہ سے ہونٹوں پر سفیدی آ گئی ہو،ان کے لئے انار بہت مفید ہے۔
میٹھا انار چونکہ ریاح کی تحلیل میں گڑبڑ کرتا ہے،اس لئے اگر اس کے ساتھ تھوڑا سا کھٹا انار ملالیا جائے،تو پھر یہ ریاح کو خارج کرنے کا باعث ہوجاتا ہے۔
بعض ماہرین کے مطابق انار کھانے کا بہترین وقت دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ہے،اوراس کے کھانے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ انار کے دانے نکالیں،اس پر ذرا سا نمک،کالی مرچ چھڑک لیں،اور کھالیں۔
بعض ماہرین کے مطابق دماغی کام کرنے والوں کو تیسرے پہر انار کھانا زیادہ مفید ہے۔
انار کے چھلکے کے جوشاندے سے کلّیاں کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوجاتے ہیں۔
کوّا لٹک آیا ہو،توانار کے چھلکے کے غرارے کرانے سے وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔
انار کے چھلکے کے جوشاندہ کو پلانے یا سفوف کو کھلانے سے دست اور پیچش بند ہوجاتے ہیں۔
انار کے چھلکے کا سفوف مہندی میں ملاکر تلوؤں پر لگانے سے تلوؤں کی جلن کم ہوجاتی ہے۔
انار کے خشک چھلکے کا سفوف کالی مرچ اور نمک کے ساتھ بطورِ منجن استعمال کیا جائے،تو دانتوں اور مسوڑھوں کو کئی تکالیف سے نجات مل جاتی ہے،اوراس کے باقاعدہ استعمال سے مسوڑھے مضبوط ہوجاتے ہیں، خون رسنا بند ہوجاتا ہے،پائیوریا کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا،اوردانت صاف ستھرے ہوجاتے ہیں۔

Idara Ghufran

انار کا پانی نچوڑ کر بطورِ نسوار ناک میں کھینچنے سے نکسیر آنا بند ہوجاتی ہے، اگر ناک کے اندر پھنسیاں ہوں، تو اس نسوار کو چند بار لینے سے وہ پھنسیاں درست ہوجاتی ہیں۔

انار کا رس آدھ سیر نچوڑ لیں، اس میں ڈیڑھ سیر چینی ملا کر شربت تیار کر لیں، یہ شربت پیاس کو بجھاتا ہے، خون کی کمی کو دور کرتا ہے، خون کی کمی وجہ سے خواتین کو حیض نہ آنے کی بیماری کو دور کرتا ہے، بار بار پیشاب آنے اور لیکوریا کے لئے مفید ہے، دل و دماغ کو طاقت دیتا ہے، دل کے پھڑکنے اور دل کی تیز دھڑکن کو اعتدال پر لانے کے لئے مفید ہے۔

میٹھے انار کا عرق پیٹ کو نرم کرتا ہے، جسم کو مفید اضافی غذائیت اور توانائی مہیا کرتا ہے، فوراً ہی جزو بدن بن جاتا ہے، اور پیٹ میں سے التہابی مادے خارج کرتا ہے، اس کی عجیب تاثیر یہ ہے کہ اگر اسے روٹی کے ساتھ کھایا جائے، تو پیٹ میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہیں ہونے دیتا۔

ملیریا اور پرانے بخاروں میں جب مریض کو کمزوری کے ساتھ ہر وقت پیاس لگتی رہتی ہے، انار کا رَس پلانا آسان ترین علاج شمار ہوتا ہے۔

انار کے پتّوں کو پیس کر ٹکیہ بنا کر باندھنے سے دکھتی آنکھوں کا درد اور سرخی دور ہوجاتی ہے۔

جن عورتوں کا حمل بار بار گر جاتا ہو، انار کے تر و تازہ پھول دو تولہ پانی میں پیس چھان کر میٹھا کر کے پلائیں اور دو تین روز تک برابر صبح و شام پلاتے رہیں، اس کے نتیجے میں حمل گرنے سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

انار کے جڑ کی چھال بھی دواؤں میں کام آتی ہے اور پیٹ کے کیڑوں یا کدو دانہ (یعنی ٹیپ ورم) کو ہلاک کرنے کی زبردست تاثیر رکھتی ہے، انار کی جڑ کی چھال چار تولے لے کر تین پاؤ پانی میں اتنا جوش دیں کہ آدھا پانی رہ جائے، اس کے بعد چھان لیں اور اس کی تین خوراکیں بنائیں، ایک خوراک صبح نہار منہ پییں اور باقی دو خوراکیں ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے پییں، اس کے نتیجہ میں پیٹ کے کیڑے یعنی کدو دانے دستوں کے راستہ سے نکل جاتے ہیں، اگر ضرورت سمجھیں تو ایک روز کے وقفے سے پھر یہی دوا استعمال کرائی جائے۔

انار کے ساتھ عام گھاس کو پکا کر جوشاندہ بنالیں، اور اس میں تھوڑی سی پھٹکری ملا کر غرارے کریں، تو گلے کی خرابی دور ہوجاتی ہے۔

چینی، شہد، مصطگی اور مربہ ادرک، انار کے مصلح شمار ہوتے ہیں۔

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......۲۸/شعبان، و۵/۱۲/رمضان کو متعلقہ مساجد میں جمعہ کو وعظ ومسائل کی مجالس حسب سابق ہوئیں۔

□......۳۰/شعبان، و۷/۱۴/رمضان اتوار کو دن دس بجے حضرت حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس منعقد ہوتی رہی۔

□......رمضانُ المبارک میں اتوار دن۱۲ بجے تا ایک بجے حضرت مدیر صاحب کا محلّہ کرتار پورہ میں گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی خواتین کے لئے وعظ وبیان کی مجلس کا سلسلہ قائم ہے۔

□......ادارہ کے قرآنی شعبہ جات (بنین وبنات) میں ۱۶ تا ۳۰ جون گرمیوں کی تعطیلات رہیں (بمطابق ۱۷ شعبان تا یکم رمضان) یکم جولائی سے تعلیمی سلسلہ قرآنی شعبہ جات میں تعطیلات ختم ہونے پر دوبارہ شروع ہوگیا۔

□......رمضان المبارک میں تعلیمی شعبہ میں اوقات کی ترتیب میں حسب سابق کچھ ردوبدل ہوئی (رمضان میں صبح آٹھ تا بارہ، بعد نماز ظہر تا عصر، تعلیمی اوقات ہیں)

□......۲۹ جون کی شام رمضانُ المبارک کا آغاز ہوتے ہی ادارہ کے مقررہ نظم کے تحت حسب سابق متعلقہ مساجد ومقامات میں تراویح میں قرآن مجید سنانے کا سلسلہ شروع ہوا۔مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار میں حضرت مدیر صاحب، مسجد نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب، مسجد غفران میں حافظ محمد ریحان صاحب(ابن حضرت مدیر صاحب)ادارہ کے اور اس سے ملحقہ مختلف حصوں میں قاری محمد حبیب اللہ صاحب(مدرس شعبہ حفظ)مولانا طارق محمود صاحب، قاری محمد طاہر صاحب(معلم شعبہ حفظ)مولانا غلام بلال صاحب(رفیق دارالافتاء)حافظ محمد عفان اور بندہ محمد امجد قرآن مجید سنارہے ہیں، متعلم حافظ محمد شعیب(ابن مفتی محمد یونس صاحب)محمدی مسجد آفندی کالونی میں سنارہے ہیں۔

□......۱۵/رمضان، پیر کا دن گزر کر سولھویں شب میں قاری محمد طاہر صاحب اور مولانا غلام بلال صاحب کا تراویح میں قرآن مجید میں تکمیل ہوئی۔

□......حسبِ سابق امسال بھی مختلف مساجد ومقامات پر تکمیلِ قرآن کے مواقع پر حضرت مدیر صاحب کے بیانات کا نظم طے ہے،اللہ تعالیٰ بعافیت رمضان کے معمولات مکمل کرائے۔آمین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/ جون/ 2014ء، بمطابق ۲۲/ شعبان المعظم/ 1435ھ: راولپنڈی راشن تقسیم کے دوران بھگدڑ، 2 خواتین جاں بحق 3 زخمی 22/ جون: پاکستان: ریلوے کا رمضان پیکج، کرایوں میں 10 فیصد کمی کا اعلان 23/ جون: پاکستان: مصری شاہ کے دو نوجوان دریائے راوی میں ڈوب گئے 24/ جون: پاکستان: مشرف بیرون ملک نہیں جاسکتے، سپریم کورٹ، سندھ ہائی کورٹ کا فیصلہ معطل 25/ جون: پاکستان: پنجاب اسمبلی میں بجٹ کی منظوری، اخباری اشتہارات پر 5 فیصد سیلز ٹیکس 26/ جون: پاکستان: رمضان فلور ملز کو 2 لاکھ ٹن گندم کے حساب سے کوٹہ مختص 27/ جون: پاکستان: رمضان سے پہلے مہنگائی، وزیرِ اعلیٰ برہم، افسروں کو وارننگ، 5 ارب کے پیکج کی حتمی منظوری 28/ جون: پاکستان: سری لنکا نے پاکستان کے لئے بغیر ویزہ سفر کی سہولت ختم کردی 29/ جون: پاکستان: آپریشن ضربِ عضب، اہم طالبان کمانڈر سمیت، مزید 19 افراد جاں بحق، 6 ٹھکانے تباہ، پھنسے افراد کے انخلا کے لئے اعلانات 30/ جون: پاکستان: وزیرِ اعلیٰ شہباز شریف نے سرکاری افطار پارٹیوں پر پابندی لگادی یکم/ جولائی: پاکستان: سی این جی اسٹیشنز کو ہفتے میں 48 کے بجائے 18 گھنٹے گیس ملے گی 2/ جولائی: پاکستان: نئے مالی سال کا پہلا تحفہ، سی این جی 5.36 روپے فی کلو مہنگی 3/ جولائی: پاکستان: مشتبہ افراد کو گولی مارنے، بغیر وارنٹ گرفتاری کی اجازت، تحفظِ پاکستان بل قومی اسمبلی سے بھی منظور 4/ جولائی: پاکستان: وزیرِ اعلیٰ کا منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کریک ڈاؤن کا حکم 5/ جولائی: پاکستان: بھارت نے 9 پاکستانی قیدی رہا کردیئے، رینجرز حکام کے حوالے 6/ جولائی: افغان طالبان کا حملہ، 400 نیٹو آئل ٹینکرز تباہ 7/ جولائی: پاکستان: سحر وافطار پر بجلی کی بدترین لوڈ شیڈنگ، عوام بلبلا اٹھے 8/ جولائی: پاکستان: گرمی پھر زور پکڑ گئی، بارشوں میں ایک ہفتہ کا وقفہ 9/ جولائی: پاکستان: مظفر گڑھ تھانے سے فرار ہونے والا دہشت گرد مقابلے میں ہلاک 10/ جولائی: پاکستان: آٹا، میدہ مہنگا، 20 کلو تھیلا کی قیمت 25 روپے بڑھالی گئی 11/ جولائی: پاکستان: شمالی وزیرستان میں ڈرون حملہ، غیر ملکیوں سمیت 7 شدت پسند ہلاک 12/ جولائی: پاکستان: ملک بھر میں مظلوم فلسطینیوں سے اظہارِ یکجہتی کے لئے ریلیاں، مظاہرے 13/ جولائی: پاکستان: باجوڑ افغانستان سے پھر حملہ، کیپٹن سمیت 3 اہلکار شہید، پاکستان کا شدید احتجاج

Idara Ghufran

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُم بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے،

یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر:0321-5349001-0331-5534900)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔فون نمبر:0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی، فون:0333-5187568

Idara Ghufran